ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت

ملتان

8 ذوالقعدہ/ذوالحجہ 1439ھ اگست 2018ء

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
88 سال

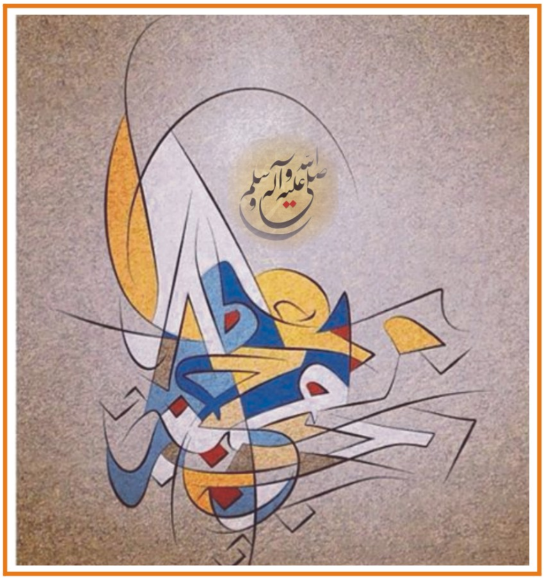

- انتخابات 2018ء...... نیا پاکستان، نتائج، وعدے اور توقعات
- ختم نبوت ترمیمی بل اور عدالتی فیصلہ
- احرار کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس اور فیصلے
- قربانی...... حکمت اور مسائل واحکام
- میرے شاہ جی (امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)
- ملعون گیرٹ ولڈرز کی ’’حفاظتی حراست‘‘ کے 10 سال مکمل
- عکرمہ نجمی کا ترک مرزائیت کا اعلان

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 29 شمارہ 8 | اگست 2018/ ذوالقعدہ/ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ

Regd.M.NO.32

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقاءِ فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com
محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد
0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ——— -/200 روپے
بیرون ملک ——— -/4000 روپے
فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم۔ ڈی۔ اے چوک ملتان

تشکیل

اداریہ:	انتخابات 2018ء……نیا پاکستان، نتائج، وعدے اور توقعات	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	احرار کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس اور فیصلے	عبداللطیف خالد چیمہ	4
	ختمِ نبوت ترمیمی بل اور عدالتی فیصلہ		
افکار:	نیو اور مغل ازم……استشراق جدید	صابر علی	8
//	ملعون گیرٹ ولڈرز کی "حفاظتی حراست" کے 10 سال مکمل	صفی علی اعظمی	12
دین و دانش:	قربانی……حکمت اور مسائل و احکام	ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ	14
ادب:	حمد باری تعالیٰ	احمد شریف	23
//	بارگاہِ ختمِ رسالت میں دو نعتیہ نظمیں	یوسف طاہر قریشی	24
//	میرے وطن کے راہنماؤ (شہداءِ ختمِ نبوت کا پیغام)	ساغر صدیقی مرحوم	25
//	بیادِ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	یوسف طاہر قریشی	26
//	السید عطاء المؤمن شاہ صاحب بخاریؒ کے سانحۂ ارتحال پر	پروفیسر خالد شبیر احمد	27
خطاب:	پاکستان……اللہ کا انعام	خطاب: حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ	29
بیادِ امیرِ شریعت:	میرے شاہ جی	سمیع اللہ ملک	31
مطالعۂ قادیانیت:	قادیانی سازشیں	نوید مسعود ہاشمی	36
//	منہاجِ نبوت اور مرزا قادیانی (قسط:۸)	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمہ اللہ	38
نقد و نظر:	صحیفۂ ہمام بن منبہ……	علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	42
	مختصر تعارف اور اس کے ترجمہ پر ناقدانہ نظر (آخری قسط)		
ظلمت سے نور تک:	عکرمہ نجمی کا ترکِ مرزائیت کا اعلان	تحریر: عکرمہ نجمی ترجمہ: صبیح ہمدانی	51
کھلا خط:	مجھے معاف کرنا! میں ۳۰ سال تک تمہارے ساتھ ظلم کرتا رہا	تحریر: عکرمہ نجمی ترجمہ: صبیح ہمدانی	58
مراسلہ:	قارئین کے خطوط	مولانا سلیم اللہ چوہان سندھی	60
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	نعمان سنجرانی	61
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوت مجلس احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: آشکیل نور پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

عید الاضحیٰ کے موقع پر

قربانی کی کھالیں

مجلسِ احرارِ اسلام

کے شعبہ تبلیغ

تحفظِ ختمِ نبوۃ

کو دیجیے

جملہ رقوم، عطیات، زکوٰۃ وعشر، صدقات قیمت چرم قربانی بھیجنے کے لیے

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری
0278-37102053
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان	061 - 4511961 0301-7430486
مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر	0301-3138803
مدرسہ معمورہ دفتر احرار لاہور	042 - 35912644 0300-4240910
مولوی محمد طیب مدنی مسجد چنیوٹ	0321-7708157
دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی	040 - 5482253
امجد حسین (سیالکوٹ) ذوالفقار بھٹو (ڈسکہ)	0307-6101608 0301-6100380
مدرسہ معمورہ، میراں پور (میلسی)	0308-7944357
مدرسہ ختم نبوت گڑھا موڑ (میلسی)	0300-7723991
مدرسہ ابوبکر صدیق، تلہ گنگ	0300-5780390
ڈاکٹر عبد الرؤف جتوئی (مظفر گڑھ) ڈاکٹر ریاض احمد	0301-7465899 0301-5641397
رانا محمد نعیم (حاصل پور)	0334-7102404
مدرسہ ختم نبوت، بورے والا (وہاڑی)	0300- 6993318
مدرسہ محمودیہ معمورہ، ناگڑیاں (گجرات)	0301-6221750
محمد اشرف علی احرار، فیصل آباد	0300- 7623619
محمد اصغر لغاری، میر ہزار خان (مظفر گڑھ)	0300-8955344
عبد الکریم قمر (کمالیہ)	0333-6377304
مولانا محمد اسماعیل (ٹوبہ)	0308-7298634
مولانا عبد الغفار احرار (جھنگ)	0308-5165518
مولانا فقیر اللہ رحمانی، رحیم یار خان	0301- 3660168
مولوی عمر فاروق، مدنی مسجد بہاولپور	0301-7191999
شفیع الرحمٰن احرار (کراچی)	0311-2883383

الداعی الی الخیر

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

دل کی بات

سید محمد کفیل بخاری

انتخابات 2018ء...... نیا پاکستان، نتائج، وعدے اور توقعات

25/ جولائی 2018ء کو پاکستان میں عام انتخابات کا مرحلہ اپنے تمام تر نقائص کے ساتھ مکمل ہوا۔ نتائج کے اعتبار سے پاکستان تحریک انصاف بڑی جماعت بن کر اُبھری۔ مسلم لیگ ن دوسری اور پیپلز پارٹی تیسری پوزیشن پر جا پہنچی، جبکہ متحدہ مجلس عمل نے اپنی سابقہ پوزیشن برقرار رکھی۔ اس نقصان کے ساتھ کہ مولانا فضل الرحمٰن پارلیمنٹ سے باہر ہیں۔

مجموعی طور پر انتخابات پر امن ہوئے لیکن پشاور میں انتخابی امیدوار ہارون بلور، مستونگ میں سراج رئیسانی اور ڈیرہ اسماعیل خان میں اکرام اللہ گنڈہ پور کے قتل نے فضا مغموم کر دی۔ سانحۂ مستونگ میں تقریباً دو سو افراد شہید ہوئے جبکہ عین انتخابات کے دن کوئٹہ بم دھماکے میں اکتیس افراد شہید ہوئے۔ اس کے علاوہ ملک بھر میں تشدد کے اِکا دُکا واقعات میں چند افراد جاں بحق ہوئے۔ یہ واقعات قومی سلامتی کے اداروں کے دہشت گردی ختم کرنے کے دعووں پر بہرحال سوالیہ نشان ہے۔

دھاندلی کے الزامات تو ماضی میں ہر انتخاب کے موقع پر لگے اور کچھ نہ کچھ ہوتی بھی رہی۔ حالیہ انتخابات میں بھی بعض حلقوں سے شکایات ملی ہیں۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ صرف تحریک انصاف انتخابات کے شفاف ہونے پر مطمئن، فرحاں وشاداں ہے۔ جبکہ مسلم لیگ ن، پیپلز پارٹی، متحدہ مجلس عمل اور ایم کیو ایم نے انتخابات کو غیر شفاف اور دھاندلی زدہ قرار دیا ہے۔ یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ پوری مذہبی قیادت اور ''ناپسندیدہ'' سیاسی قیادت کو بھی پارلیمنٹ سے باہر بٹھا دیا گیا ہے۔

متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا فضل الرحمٰن نے انتخابات میں دھاندلی پر سب سے زیادہ سخت احتجاج کیا ہے۔ انھوں نے اے پی سی بھی منعقد کی، مولانا کا مؤقف ہے کہ عوامی مینڈیٹ چوری کیا گیا ہے اور عوام کے حق رائے دہی پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ ہم انتخابات کو مکمل طور پر مسترد کرتے ہیں، انھیں کالعدم قرار دے کر نئے انتخابات کرائے جائیں۔ ہم اس بات پر بھی غور کر رہے ہیں کہ ارکانِ اسمبلی حلف نہ اٹھائیں اور ایک بھرپور احتجاجی تحریک چلائیں۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ن دھاندلی پر احتجاج کی حد تک تو مولانا کی حامی ہیں لیکن اسمبلی سے باہر رہنا اپنی سیاسی موت تصور کرتی ہیں۔ اس موقع پر وہ اپنے لیے ایک مضبوط اپوزیشن کے کردار کو ہی پسند کریں گی۔ شہباز شریف کا کہنا ہے کہ مسلم لیگ ن کے ارکان سیاہ پٹیاں باندھ کر حلف اٹھائیں گے۔

وزارتِ عظمیٰ، عمران خان کا پرانا سہانا خواب تھا۔ جسے تعبیر دینے کے لیے روایتی جوڑ توڑ شروع ہے۔ چھوٹی جماعتوں اور آزاد ارکان سے ''روایتی جمہوری معاملات'' طے کر کے انھیں اقتدار کے ''جہاز'' میں بٹھا کر دھڑا دھڑ بنی گالہ

پہنچایا جا رہا ہے۔ آئندہ چند روز میں یہ ''عظیم کام'' بھی مکمل ہو جائے گا۔

اقتدار امانت بھی ہے اور بڑی ذمہ داری بھی۔ مسلّمہ حقیقت ہے کہ خیانت اور غفلت کا نتیجہ نقصان اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ عمران خان نے بڑی چاہت کے ساتھ یہ مقام اور کامیابی حاصل کی ہے، انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ جو قوتیں انھیں یہاں تک لے کر آئی ہیں وہ انھیں آزاد اور کھلا نہیں چھوڑیں گی۔ جن کو پانچ سال تک انھوں نے آرام سے نہیں بیٹھنے دیا وہ بھی ان کے ناک میں دم کرتے رہیں گے۔ عمران کا امتحان تو اب شروع ہوا ہے۔ انتخابات سے قبل انھوں نے عوام سے تبدیلی کے جو پرزور وعدے کیے انھیں بہر حال پورا کرنا ہوگا۔ انتخابات کے بعد قوم سے اپنے خطاب میں انھوں نے کہا:

> ''مجھے شرم آئے گی کہ پرائم منسٹر ہاؤس کے شاہانہ محل میں رہوں۔ حکمران عوام کے ٹیکس کے پیسوں پر عیاشیاں کرتے رہے ہیں۔ میں وزیراعظم ہاؤس اور چاروں گورنر ہاؤسز کو تعلیمی اداروں یا کسی آمدن کے مراکز میں تبدیل کر دوں گا''۔

یہ بات انھوں نے کس ترنگ میں کہی، وہی بتا سکتے ہیں لیکن ہم اتنا عرض کریں گے کہ وزیراعظم ہاؤس اور گورنر ہاؤسز کو یونیورسٹی بنانے سے پہلے وہ بنی گالہ میں 360 کنال کے اپنے ''غریبانہ محل'' کو غریب عوام کے لیے وقف کریں۔ یقیناً سابقہ حکمران باریاں بدل بدل کر قومی خزانے کو بے دریغ لوٹتے اور عیاشیاں کرتے رہے ہیں۔ امید ہے کہ عمران خان وہ آموختہ نہیں دہرائیں گے۔ انھوں نے اپنی متعدد تقاریر میں ریاستِ مدینہ کو اپنا آئیڈیل قرار دیا ہے۔ یہ تو ناممکن ہے کہ عمران خان کا نیا پاکستان ریاستِ مدینہ سے مماثل ہوگا لیکن اگر وہ آئین کے مطابق ہی ملک کو چلا لیں تو یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

قطع نظر اس کے کہ انتخابات شفاف ہوئے یا ان میں دھاندلی ہوئی عمران کو اپنے وعدے پورے کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ ہم کسی خوش فہمی میں ہرگز مبتلا نہیں لیکن اگر وہ ملک سے بددیانتی، دہشت گردی اور بدامنی کو ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو یہ ایک بڑا کارنامہ ہوگا۔ بارش کا پہلا قطرہ تو یہ ہے کہ مستقبل کی حکمران پارٹی آئی ایم ایف سے سودی قرضوں کی بھیک مانگنے کے لیے پرعزم ہے، سوال یہ ہے کہ پہلا قرضہ کیسے اترے گا؟

پاکستان کی دینی قیادت کے لیے بھی لمحۂ فکریہ ہے کہ ''نئے پاکستان'' میں ان کا کیا کردار ہوگا۔ انتخابی نتائج پر یقیناً وہ بہت کچھ سوچ رہے ہوں گے، سوچنا بھی چاہیے اور نئی صف بندی کرنی چاہیے۔ ناکامی اور شکست کے جو بھی اسباب ہیں اُن پر غور کرنا چاہیے۔ دینی طبقات کا پہلے ہی بہت نقصان ہو چکا، اب مزید نقصان کے ہرگز متحمل نہیں۔ پہلے کی تلافی تو بہت مشکل ہے لیکن آئندہ کے نقصانات سے بچنے کی تدابیر تو بہر صورت اختیار کرنی چاہئیں۔

قائدِ اعظم کا پرانا پاکستان تو ہم ستر برس سے دیکھ ہی رہے ہیں، اب دیکھتے ہیں عمران خان کا ''نیا پاکستان''

☆......☆......☆

احرار کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس اور فیصلے

عبداللطیف خالد چیمہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس 30/جون ہفتہ کو دارِ بنی ہاشم ملتان میں قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی اور مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں ملکی عام انتخابات میں جماعتی پالیسی کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو کے علاوہ یہ فیصلے بھی کیے گئے کہ اگست میں امیر شریعت کانفرنسز اور 7/ستمبر کو یوم تحفظ ختم نبوت (یوم قرارداد اقلیت) پورے جوش وخروش سے منایا جائے گا۔ 6/ستمبر کو مجلس کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس مرکزی دفتر لاہور میں ہوگا۔ جبکہ 7/ستمبر کو یوم تحفظ ختم نبوت کا مرکزی اجتماع بھی دفتر لاہور میں ہی ہوگا۔ اجلاس میں یہ بھی طے پایا کہ 29/دسمبر کو ملک بھر میں ''یوم تاسیس احرار'' روایتی جوش وجذبے کے ساتھ منایا جائے گا اور مجلس احرار اسلام کو وجود میں آئے ہوئے ایک صدی مکمل ہونے پر 2028ء میں صد سالہ ''یوم تاسیس'' کے حوالے سے ملک گیر اجتماع عام ہوگا۔ اجلاس میں عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، ملک محمد یوسف، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، حافظ محمد اسماعیل، حاجی عبدالکریم قمر، سید عطاء المنان بخاری، مولانا محمد اکمل، ڈاکٹر محمد آصف، حافظ محمد ضیاء اللہ ہاشمی اور مولانا کریم اللہ نے شرکت کی۔ تمام اراکین عاملہ اور مندوبین نے تحریک تحفظ ناموس رسالت اور تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین صورتحال پر تبادلۂ خیال بھی کیا اور جماعت کی قیادت کی کارکردگی کو سراہا اور بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔

ختم نبوت ترمیمی بل اور عدالتی فیصلہ

گزشتہ برس انتخابی اصلاحات بل کی تیاری کی آڑ میں امیدواروں کے لیے عقیدۂ ختم نبوت پر غیر متزلزل یقین وایمان والے حصے کو حذف کرنے کے حوالے سے اسلام آباد ہائی کورٹ کے جج جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے 4/جولائی 2018ء بدھ کو 172 صفحات پر مشتمل جو تاریخی فیصلہ سنایا اس کو تحریکِ ختم نبوت کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، اس فیصلے کے مطابق ختم نبوت کے خلاف ترمیم میں تحریک انصاف کے شفقت محمود، (ن) لیگ کی انوشہ رحمٰن کو بالخصوص اس کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے جبکہ اس کے دیگر کردار بھی موجود ہیں اس خبر (فیصلے) کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔

''اسلام آباد (وقائع نگار، آئی این پی، نوائے وقت نیوز) اسلام آباد ہائیکورٹ نے شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور ووٹ بنوانے کے لیے ختم نبوت کا بیان حلفی دینا ضروری قرار دیتے ہوئے راجہ ظفر الحق کمیٹی رپورٹ پبلک کرنے کا حکم دیدیا۔ اسلام آباد ہائیکورٹ نے کہا کہ ختم نبوت والے قانون کے معاملے کو ارکان پارلیمنٹ کی اکثریت اہمیت دینے میں

نا کام رہی ہے۔ بدھ کو اسلام آباد ہائیکورٹ کے جج جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ختم نبوت قانون میں ترمیم کے معاملے پر کیس کا تفصیلی فیصلہ سنا دیا ہے۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی کا فیصلہ 172 صفحات پر مشتمل ہے جس کے صفحہ نمبر 163 پر راجہ ظفر الحق کمیٹی کے حوالے سے تفصیلات درج ہیں۔ اسلام آباد ہائیکورٹ نے اپنے فیصلے میں راجہ ظفر الحق کمیٹی رپورٹ پبلک کرنے کا حکم دے دیا۔ جسٹس شوکت نے اپنے فیصلے میں شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور ووٹ بنوانے کے لیے ختم نبوت کا بیان حلفی دینا ضروری قرار دیا ہے۔ جسٹس شوکت نے اپنے فیصلے میں لکھا ختم نبوت والے معاملے پر ارکان پارلیمنٹ کی اکثریت اس مسئلے کو اہمیت دینے میں نا کام رہی ہے۔ ارکان پارلیمان کی جانب سے ختم نبوت کے معاملے کو وہ اہمیت نہیں دی جتنی دی جانی چاہیے تھی۔ ارکان معاملے کی حساسیت سمجھنے میں نا کام رہے۔ آئین کیخلاف سازش کرنے والوں کو پارلیمنٹ بے نقاب نہ کر سکی۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں حساس اداروں میں ملازمت کے لیے بھی بیان حلفی کو لازمی قرار دیا ہے۔ فیصلے میں مزید کہا گیا کہ ختم نبوت کا معاملہ ہمارے دین کی اساس ہے، پارلیمنٹ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اقدامات کرے۔ حساس اداروں میں ملازمت کے لیے بھی بیان حلفی لیا جائے۔ مردم شماری اور نادرا کوائف میں شناخت چھپانے والوں کی تعداد خوفناک ہے۔ تعلیمی اداروں میں اسلامیات پڑھانے کے لیے مسلم ہونے کی شرط لازمی قرار دی جائے۔ شناخت کا نہ ہونا آئین پاکستان کی روح کے منافی ہے۔ ختم نبوت کے حوالے سے ترمیم کی واپسی احسن اقدام ہے۔ راجہ ظفر الحق کمیٹی نے انتہائی اعلیٰ رپورٹ مرتب کی۔ تفصیلی فیصلے میں راجہ ظفر الحق کی رپورٹ کا بھی ذکر کیا گیا۔ راجہ ظفر الحق رپورٹ کے مطابق، انوشہ رحمٰن اور ایم این اے شفقت محمود نے بل کوری ڈرافٹ کیا۔ انوشہ رحمٰن کو فارم کا مسودہ نظر ثانی کے لیے دیا گیا، کمیٹی کے اگلے اجلاس میں انوشہ رحمٰن نے نظر ثانی شدہ فارم پیش کیا۔ نظر ثانی شدہ فارم کو جانچ پڑتال کی ہدایت کے ساتھ منظور کیا گیا‘‘۔ (روزنامہ ’’نوائے وقت‘‘ 5؍جولائی 2018ء، صفحہ 1)

اس فیصلے کی تفصیل تو آپ الگ سے پڑھ سکیں گے، تاہم گزشتہ نگران حکومت کو جو اس فیصلے سے تکلیف پہنچی وہ ملاحظہ فرمائیں:

’’اسلام آباد (آن لائن + مانیٹرنگ ڈیسک) ختم نبوت قانون کیس میں عدالتی فیصلے کو نگران حکومت نے چیلنج کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات سید علی ظفر نے کہا ہے کہ حکومت ملک کے تمام شہریوں کو برابر سمجھتی ہے اور مذہب اور عقیدے کی بنیاد پر کسی طرح کے امتیازی سلوک کی آئین وقانون کی رو سے کوئی گنجائش نہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت عقائد اور مذہب کی آزادی کے حوالے سے اسلام آباد ہائی کورٹ کے حالیہ فیصلے کو چیلنج کرے گی کیونکہ ریاست کسی شخص کو پابند نہیں بنا سکتی کہ اس کا مذہب یا عقیدہ کیا ہونا چاہیے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے یورپی یونین کے اشتراک سے ’’اقلیتوں کے حقوق اور مذہبی آزادی‘‘ کے زیر عنوان سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ وفاقی وزیر نے کہا کہ مذہبی آزادی کا تحفظ اور تکثیریت کو فروغ دینا ہر ریاست اور حکومت کا بنیادی فریضہ ہے جس کے بغیر حکومت کو صرف جبر کا ایک نظام تصور کیا جائے گا۔ ان کا کہنا تھا کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس امر کو بھی یقینی بنائے کہ کوئی فرد کسی دوسرے پر اپنے

نظریات مسلط نہ کر سکے‘‘۔(روز نامہ ’’جسارت‘‘ کراچی، 11/جولائی 2018ء)

اس صورتحال پر متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی اور دیگر جماعتوں اور شخصیات کا جو ردعمل پریس میں آیا وہ اس طرح ہے:

کراچی/اسلام آباد (پ ر+نمائندہ جسارت) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے ختم نبوت کیس میں اسلام آباد ہائی کورٹ کے جج جسٹس شوکت عزیز صدیقی کے فیصلے کو نگران حکومت کی جانب سے چیلنج کرنے کے اعلان کو امت کے اجماعی عقیدے (عقیدہ ختم نبوت) سے انحراف اور بدترین قادیانیت نوازی قرار دیتے ہوئے اس کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے کنوینر عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے ردعمل میں کہا ہے کہ نگران وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات سید علی ظفر نے 2 روز قبل (10 جولائی) اسلام آباد میں یورپی یونین کے اشتراک سے ’’اقلیتوں کے حقوق اور مذہبی آزادی‘‘ کے عنوان سے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے جسٹس صدیقی کے حالیہ فیصلے کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ دستور پاکستان سے انحراف بلکہ امت کے 1400 برس کے عقیدے پر حملہ آور ہونے کی کوشش ہے، اسے بظاہر اقلیتوں کے حقوق اور مذہبی آزادی کے نام پر کسی طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے آج تک 7 ستمبر 1974ء کی قرارداد اقلیت کو تسلیم نہیں کیا، وہ اپنے غیر مسلم اقلیتی دائرے کو بھی تسلیم نہیں کرتے، قادیانی آئین پاکستان، دستور پاکستان اور ریاست کے باغی ہیں اور دستور و عدالتی فیصلوں کو اپنے رویے سے مسلسل چیلنج کر رہے ہیں۔ قادیانیوں نے جہاد کو حرام قرار دیا اور اکھنڈ بھارت ان کا مذہبی عقیدہ ہے، قادیانی پوری دنیا میں پاکستان کیخلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں ہمیں حیرت ہے کہ نگراں حکومت اس اہم ایشو پر قوم کی ترجمانی کرنے کے بجائے ریاست کے باغیوں کی طرف داری کر رہی ہے جس کو ہم مسترد کرتے ہیں۔ انہوں نے سیاسی و مذہبی قیادت سے پر زور اپیل کی کہ وہ نگران وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات سید علی ظفر کے بیان کا بروقت نوٹس لیں کیونکہ یہ عقیدے اور ملکی سلامتی کا مسئلہ بھی ہے۔ ادھر جمعیت علما پاکستان کراچی ڈویژن کے ناظم اعلیٰ اور جنرل سیکرٹری متحدہ مجلس عمل کراچی محمد مستقیم نورانی نے اپنے ردعمل میں کہا ہے کہ نگران حکومت کے ترجمان کی جانب سے عدالتی فیصلے کو چیلنج کرنے کے اعلان کی سخت الفاظ میں مذمت اور اس اعلان کو واپس لینے کا پر زور مطالبہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد ہائیکورٹ کا عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے سلسلے میں تفصیلی فیصلے میں جو مذہبی شناخت کے اظہار کے لیے جن قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے احکامات دیے ہیں انہیں پاکستان کے تمام غیرت مند مسلمانوں کی مکمل تائید وحمایت حاصل ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ غیر ملکی ایما پر پاکستانی حکمرانوں کی اسی پالیسی کے باعث جہاں مسلم قوم کے جذبات مجروح ہوتے ہیں وہیں ملک میں شدت پسندوں کو بھی مواقع میسر آتے ہیں۔ دوسری جانب وزارت کے ذمہ دار ذریعے نے بتایا ہے کہ نگراں حکومت اسلام آباد ہائیکورٹ کے جج جسٹس شوکت عزیز صدیقی کے ناموس رسالت کیس کے فیصلے پر اپیل کا کوئی فیصلہ کرسکی اور نہ ہی وزارت میں ابھی اس حوالے سے کوئی مشاورت ہوئی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ بقول اسلام آباد ہائی کورٹ کے ناموس رسالت کیس کے فیصلے کا مطالعہ کیا جا رہا ہے اور اس فیصلے پر عمل درآمد کے لیے مناسب حکمت عملی مرتب کی جارہی ہے۔

ذریعے نے بتایا کہ یورپی یونین کے ایک وفد کے ساتھ نگراں وزیر قانون کی گفتگو کے حوالے سے یہ تاثر لیا جارہا ہے کہ وزارت اس فیصلے پر اپیل کے لیے سوچ بچار کر رہی ہے جب کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ جب ذریعے سے استفسار کیا گیا کہ وزیر قانون کے حوالے سے شائع ہونے والی خبر پر کیا ردعمل ہے تو بتایا کہ وزارت قانون ہائی کورٹ کے فیصلے کو دیکھ رہی ہے اور اس پر عمل درآمد کا جائزہ لیا جارہا ہے۔ مسلم لیگ (ن) کے چیئرمین راجا محمد ظفرالحق نے بتایا کہ انہوں نے اسلام آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ پڑھا ہے یہ فیصلہ بڑی وضاحت کے ساتھ دیا گیا ہے اگر اس بارے میں حکومت کسی اپیل میں جانے والی ہے تو انہیں اس بات کا کوئی علم نہیں ہے جہاں تک فیصلے کا تعلق ہے اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے ہماری خواہش ہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد لازمی ہونا چاہیے۔ معروف قانون دان پنجاب بار کے سابق ممبر جناب قوسین فیصل مفتی ایڈوکیٹ نے اس حوالے سے جسارت کے استفسار پر بتایا کہ ہر بڑی عدالت میں چھوٹی عدالت کے کسی بھی فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی جاسکتی ہے لیکن ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کیس میں ہونے والے فیصلے پر اپیل کے بجائے عمل درآمد ہونا چاہیے اگر کوئی اس فیصلے پر اپیل کے سوچ رہا ہے تو اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ جہاں بھی رہتا ہو اس ریاست کے قانون کی پابندی کرے اور پاکستان میں رہنے والے تمام اقلیتی برادری کے شہری بھی اس بات کے پابند ہیں کہ وہ ملکی قانون کی پابندی کریں اور ریاست پاکستان تمام شہریوں کے سیاسی اور بنیادی انسانی حقوق کا خیال رکھتی ہے تاہم شہریوں کو بھی اپنے مذہبی عقائد کے بارے میں کھل کر اظہار کرنا چاہیے تاکہ ریاست ان کے شہری اور بنیادی سوک اور سماجی حقوق کا تحفظ کرسکے سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے سابق جوائنٹ سیکرٹری چوہدری محمد اکرام ایڈوکیٹ نے کہا کہ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے اور ہر اسلامی ریاست اپنے ہر شہری کے ہر حقوق کا تحفظ کرتی ہے کسی مذہبی عقائد کی بنیاد پر حقوق دینے میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا انہوں نے کہا اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد ہونا چاہیے یہ بہت ہی مناسب اور اچھا فیصلہ ہے۔ (روزنامہ ''جسارت'' کراچی، 12؍جولائی 2018ء)

اب دیکھنا یہ ہے کہ تحریک انصاف کی نئی حکومت جو پاکستان کو ''اسلامی فلاحی ریاست'' بنانے اور ''ریاستِ مدینہ'' کی طرز پر چلانے کے دعوں کے ساتھ اقتدار پر براجمان ہوئی ہے یا کرائی گئی ہے، وہ تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے ملک گیر سطح پر کیا پالیسی اختیار کرتی ہے۔ لاہوری و قادیانی مرزائی جو اصلاً اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کی روشنی میں ارتداد کو اسلام کے نام پر پھیلا رہے ہیں، آئین اور ریاست کے باغی ہیں، ریاست کی رٹ کو مسلسل چیلنج کر رہے ہیں، اس گروہ کے حوالے سے تحریک انصاف کے قائد عمران خان اور ان کی مشینری کیا رُخ اختیار کرتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ حکمرانوں اور سیاسی جماعتوں میں لادین عناصر اور قادیانی جرثوموں کی ریشہ دوانیاں... ان سب مسائل پر نئی حکومت پر پوری نظر رکھی جائے گی اور قرآنی اصول کے مطابق اپنی اس پالیسی کو جاری رکھا جائے گا کہ ''نیکی کے ہر کام میں تعاون کریں گے اور برائی کے ہر کام میں رکاوٹ ڈالیں گے''۔ اللہ تعالیٰ نئے حکمرانوں کو اسلام اور وطن کی محبت سے سرشار کردے اور اسلام اور پاکستان کے دشمن ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ناکام و نامراد ہوجائیں، آمین یارب العالمین!

نیو اوریئنٹل ازم......استشراقِ جدید

صابر علی

نیو اوریئنٹل ازم یعنی نیا استشراق اپنے پیش رو سے زیادہ ہمہ جہت اور خطرناک ہے۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ اسلاموفوبیا ہے۔ نیو اوریئنٹل ازم میں مشرق اجنبی، جذباتی اور غیر عقلی نہیں رہا بلکہ مغرب کے لیے بہت بڑا خطرہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ کلاسیکل اوریئنٹل ازم اور نیو اوریئنٹل ازم میں مشترک بات مشرق کا سطحی فہم ہے۔ نئے استشراق کے نمائندے تھنک ٹینک، سیاست دان، صحافی، فلم ساز، رپورٹر، مسیحی مبلغ اور پروفیسر حضرات ہیں اور ان کا پیدا کردہ علم بے سروپا نہیں بلکہ ماہرین، زر اور میڈیا کی مدد سے اداروں کے ذریعے پیدا کیا جانے والا منظّم علم ہے۔ مشرق کی تصاویر میں اسلام اور مسلمان دکھائے جاتے ہیں۔ اس گروہ کا اثر رائے عامہ سے لے کر خارجہ پالیسی اور بین الاقوامی تعلقات تک ہوتا ہے۔ نئے استشراقی تناظر میں مشرقی مسلمان صرف پرانی روایات، جامد تاریخ اور غیر عقل پرستانہ رویوں ہی میں قید نہیں بلکہ یہ خطرناک ہیں؛ مغربی اقدار، تہذیب اور اس کے مادی وجود کے لیے خطرہ ہیں۔

انیسویں صدی کے برعکس اب مشرقی لوگ بطور مہاجر، پناہ گزین، سٹوڈنٹ، سیاح اور سرمایہ کار مغرب میں قیام پذیر ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ مغربی اقوام کے سماجی اور ثقافتی تانے بانے کا حصہ بن چکے ہیں۔ تاہم مقامی لوگ انہیں غیر اور اجنبی تصور کرتے ہیں جو ان کی خوشیاں غارت کرنے چلے آئے ہیں۔ بلند شرح افزائش رکھنے والے مسلمان حملہ آور تصور کیے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جزائر مالٹا کے حکام، میڈیا اور دانش ور بھی مسلمانوں کی آمد سے پریشان ہیں۔ لہٰذا اب مشرقی لوگوں کا علم کتابوں سے نہیں بلکہ ان کے ساتھ رہنے سے حاصل کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی روایت پسندی، مذہبیت اور غیر جدیدی رجحان پر لکھنے کے لیے مشرق وسطیٰ جانے کی ضرورت نہیں بس گردونواح میں جھانک لینا کافی خیال کیا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مغرب میں بسنے والے مسلمان بہت حد تک مغربی لوگوں جیسے ہی بن چکے ہیں۔ یورپ و امریکا میں نارمل زندگی گزارنے والوں پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ اس کے برعکس تھوڑے سے انتہا پسندوں اور پر امن لیکن روایت سے بندھے لوگوں (اسکارف والی خواتین، داڑھیوں والے مرد یا کوئی نماز پڑھتا مسلمان) کو فوکس کیا جاتا ہے کیونکہ اس سے یورپی ثقافت میں خلل واقع ہوتا ہے۔ مغرب میں جانے والوں کی پہلی نسل یورپی زبانیں بولنے کی کوشش کرتی ہے، جاب کرتی ہے اور نارمل لائف گزارنے کے لیے وہ اپنے کلچر (خوراک، فیشن، رسومات اور نجی مذہبی مجالس) پر بھی عمل پیرا رہتے ہیں۔ بقا، ترقی اور غیر ملکی ثقافت میں نامساعد حالات سے مجبور ہو کر یہ لوگ اپنے نجی دائروں، مذہبی گروہوں، زبانوں اور سہارے کے لیے قابل اعتماد افراد سے جڑے رہتے ہیں اور عام طور پر انہیں مساجد میں اکٹھے ہونے کا موقع ملتا ہے۔ اس طرح انہیں دیارِ غیر میں اپنوں کے درمیان ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ نیو مستشرقین اسی نسل کو اپنے

تعصّبات کی سان پر چڑھاتے ہوئے اسے پوری دنیا کے مسلمانوں پر منطبق کردیتے ہیں۔ چنانچہ القاعدہ اور داعش کو اسلام کی نمائندہ جماعتیں کہا جاتا ہے یا گلیوں میں چلتی باپردہ خواتین کو یورپ کے ثقافتی دشمن کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔

نیواورینٹل ازم اصل میں کلاسیکل اورینٹل ازم کا تسلسل ہے جو ''غیر'' کی نئی تشریح کرتا ہے۔ اس طرزِ فکر کا آغاز شمالی امریکا اور مغربی یورپ سے ہوا تاہم یہ انہی خطوں تک محدود نہیں اور نہ ہی اس میں کام کرنے والے محض مغربی لوگ ہیں۔ اس میں مشرقِ وسطیٰ کے لکھاری، اسکالرز اور ماہرین فعال کردار ادا کررہے ہیں۔ نیواورینٹل ازم عوامی اظہار کا ایک نیا طریقہ ہے جو جدید ابلاغی ٹیکنالوجی کے ذریعے مشرقِ وسطیٰ اور مسلمانوں کے متعلق معلومات پھیلا رہا ہے۔ اس میں کلاسیکل اورینٹل ازم سے مختلف باتیں بھی ہیں لیکن کلاسیکل تصورات اور خیالات کا تسلسل بھی پایا جاتا ہے، یعنی یہ کلاسیکل اورینٹل ازم کے تصورات کو نئے رنگ میں پیش کرتا ہے۔ مثلاً کلاسیکل اورینٹل ازم کی طرح یہ بھی مغرب کی مورل اور کلچرل برتری کے مفروضے پر قائم ہے۔ یوں یہ کلاسیکل اورینٹل ازم کا تتمہ اور ضمیمہ ہے۔

نیواورینٹل ازم کا آغاز نائن الیون کے بعد سے ہوا اور اس کا اکیڈمک مرکز امریکا ہے۔ کلاسیکل اورینٹل ازم میں زیادہ تر یورپی ماہرین، لکھاری اور فن کار تھے، لیکن نیواورینٹل ازم میں مشرقِ وسطیٰ کے لوگ ہیں جو بزعم خود استناد کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ کے وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمیں مغرب میں آکر زباں ملی اور اظہارِ رائے کے مواقع ملے، وہ اپنی مقامی انفرادیت کے رنگ میں زیادہ معتبر اور معروضی مانے جاتے ہیں۔ کلاسیکل اورینٹل ازم بظاہر زبان و ادب اور کلچر پر زور دیتا تھا جب کہ نیواورینٹل ازم مشرقِ وسطیٰ کی سیاست میں دل چسپی رکھتا ہے۔ نیومستشرقین مثلاً ماجد نواز اور آذر نفیسی وغیرہ سیاسی تنظیموں اور اداروں سے وابستہ ہیں اور مسلمان ملکوں کی حکومتوں پر تنقید کرتے ہوئے حکومت و سیاست کی تبدیلی پر زور دیتے ہیں۔

نیومستشرقین کی خاصیت تاریخیت کی ماورائے تاریخ شکل ہے۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مشرقِ وسطیٰ کی تاریخی تبدیلیوں پر توجہ دیتے ہیں لیکن حالاتِ حاضرہ کے اہم واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں اور مشرقِ وسطیٰ میں امریکا کے نیوسامراجی ہتھکنڈوں سے صاف انکار کرتے ہیں۔ کلاسیکل اورینٹل ازم ''علم کی چاہت'' کا دعویٰ کرتا تھا لیکن نیواورینٹل ازم کا انداز صحافتی ہے کیونکہ یہ لوگ سچائی تک براہ راست رسائی کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کے تجزیے ٹھوس ثبوتوں کے بغیر اور سطحی ہوتے ہیں اور یہ لوگ مسلم معاشروں اور ثقافتوں کے متعلق غلط انداز میں عمومیت کے دعوے کرتے ہیں۔

نیواورینٹل ازم حجاب کو ظلم کی علامت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ کلاسیکل اورینٹل ازم میں حجاب کو حرم سراؤں کے متبادل کے طور پر پیش کیا جاتا تھا، شہوت و جنسیت سے معمور ایسی دیومالائی جگہ جہاں عام لوگوں کی رسائی نہیں ہوتی، اس کے برعکس نیواورینٹل ازم حجاب کو مسلمان عورتوں کی پستی اور مظلومیت کی علامت بنا کر پیش کرتا ہے اور حجاب کو سول رائٹس اور شہری آزادیوں سے محرومی قرار دیتا ہے۔

حامد دباشی اپنے ایک مضمون ''مقامی جاسوس اور امریکی سلطنت'' میں کہتے ہیں کہ مقامی گھس بیٹھیے دانش وروں کا کام ہی یہ ہے کہ اپنے ملکی حالات کو اس انداز میں پیش کیا جائے کہ امریکی سلطنت کے مفادات بہترین طور پر پورے

ہوں۔ یہ لوگ مقامی استبداد کے جائز ناقدین کے لبادے میں زیادہ گھناؤنے عالمی غلبے کی راہ ہموار کرتے ہیں، یوں مقامی دہشت میں اضافہ کرتے ہیں۔ نیو مستشرقین عوامی ڈسکورس میں شامل ہونے کے لیے اپنی اتھارٹی، استناد اور مقامی علم کو بنیاد بناتے ہیں تاہم اس سے ان کی نیت پر شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی ایسا نہیں کہ یہ سب کے سب امریکی ایجنٹ ہوتے ہیں بلکہ ان میں سے بہت سے لوگ ذاتی طور پر ایجنٹ کا کردار ادا کرتے ہیں، یہ لوگ مسلم ملکوں سے نقل مکانی کر کے امریکا میں مقیم تھے اور جب نائن الیون کے بعد مسلم معاشروں کے متعلق معلومات کا قحط سامنے آیا تو یہ لوگ نہایت اخلاص کے ساتھ اپنے ارادوں کی تکمیل کے لیے اس کمی کو پورا کرنے لگے اور مشرق کے مقامی ماہرین کے طور پر خود کو منوانے لگے۔

اس کی ایک مثال ایرانی خاتون رویا حکاکیان ہے جس نے ایرانی انقلاب کے دوران عورتوں کی مشکلات پر کتاب لکھی اور اسے اپنے کاروبار کا ذریعہ بنایا۔ وہ کہتی ہے کہ میں ایرانی معاشرے میں ہیومن رائٹس پر اتھارٹی ہوں۔ یہ میڈیا کے پروگراموں میں ظاہر ہوتی ہے، لیکچر دیتی ہے اور خود کو ایکسپرٹ ثابت کرنے کے لیے مختلف اداروں سے اپنی پروفیشنل وابستگی ظاہر کرتی ہے۔ اس کی ویب سائٹ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ سامراجی مشینری کا پرزہ نہیں بلکہ پہلی نسل کے پرجوش مہاجرین میں سے ہے جس کا مقصد اپنی ذات اور اپنے کام کو نمایاں کرنا ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس کے اس کام سے امریکی سامراجی عزائم کو جواز ملتا ہے۔

نیو مستشرقین کو گھس بیٹھیے کہنا درست ہے یا نہیں؟ اس پر بحث ہو سکتی ہے لیکن اصل چیز ان کی وہ حکمت عملی ہے جس کے ذریعے وہ اپنے استناد اور اتھارٹی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مثلاً نفیسی کہتی ہے ''اسلامی جمہوریہ ایران میں رہتے ہوئے ہم نے ظلم و بربریت کا المیہ اور حماقت اپنے اوپر سہی ہے۔ ہم بقا کے لیے اپنی ہی بدحالی کا مزاق اڑاتے تھے۔ ہمیں محسوس ہوا کہ خود ہمارے اندر ہوس پرستی موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے آرٹ اور لٹریچر کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا۔ آرٹ اور لٹریچر ہماری عیاشی نہیں بلکہ ضرورت تھی۔ ہم جھوٹے وعدوں کی فریبی دنیا میں مکمل طور پر تنہا تھے، یہ ایسا معاشرہ تھا جس میں آپ اپنے نجات دہندہ اور قاتل میں فرق نہیں کر سکتے''۔ نیو اورئینٹل اتھارٹی کی نوعیت تجربی قسم کی ہے یعنی یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہ صرف مشرقِ وسطیٰ میں رہے ہیں بلکہ بطور مشرقی باشندے ہم نے اس معاشرے کو جھیلا ہے۔ ہم اس کے لوگوں، ثقافت اور سیاسی حالات سے واقف ہیں کیونکہ ہم خود ان میں سے گزرے ہیں۔ یہ لوگ مشرقی ثقافتوں کا نمونہ دکھانے کے لیے خود کو پیش کرتے ہیں۔ تجربی اتھارٹی کا دعویٰ مشرقِ وسطیٰ کے تمام لکھاریوں کی یادداشتوں میں غالب ہے۔ مثلاً حکاکیان دعویٰ کرتی ہے کہ میں ان مغربی لوگوں کی طرح نہیں ہوں جنھوں نے ایران کے بارے میں بس پڑھا یا سنا ہے، ان لوگوں نے تو یہی سنا ہے کہ ایران عربوں کی پس ماندہ ملک ہے، یہاں عورتیں برقعے اور مرد پگڑیاں پہنتے ہیں، صحراؤں میں رہتے ہیں اور یہاں ملاؤں کی حکومت ہے۔ انھیں غلط بتایا جاتا ہے کہ شاہ ایران سی آئی اے کا ایجنٹ تھا یا آیت اللہ خمینی اور اس کا عملہ صحیح تھا۔ حکاکیان نے انقلاب ایران کے فوراً بعد اپنی جوانی میں ایران چھوڑ دیا تھا اور کبھی واپس ایران نہیں گئی، اس کے باوجود وہ اپنی یادداشتوں میں لکھتی ہے کہ ملک پر اسلامی بنیاد پرستوں کا قبضہ ہونے کے بعد عورتوں کی کیا حالت تھی، ان ملاؤں نے عورتوں

کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا تھا۔ اس نے اپنی جوان اور امید افزا آنکھوں سے ایران کو دیکھا، ایک ایسی لڑکی جو خود کو منفرد اور اسپیشل سمجھتی تھی۔ حکا کیان کی طرح امریکا میں رہنے والے دیگر لکھاریوں مثلاً غلارے آسائش، آزادے موآونی اور افشینہ لطیفی کا براہ راست تجربہ رکھنے کا دعویٰ اصل میں یہ ہے کہ کسی خاص قوم کو سمجھنے کے لیے اسی قوم کا ہونا ضروری ہے۔

یہ بھگوڑے لکھاری اپنے اپنے مسلم معاشروں کا مستند علم فراہم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اسلام کو بہت اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں۔ تاہم ان کے دعوے درست نہیں کیونکہ ان میں ٹھوس ادراک کی شدید کمی ہے اور جو کچھ یہ دعوے کرتے ہیں ان میں مبالغہ آرائی کا عنصر زیادہ ہے۔ نیو مستشرقین غیر معذرت خواہانہ طور پر اپنے اپنے خطوں کی سیاست میں ملوث ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اپنے ذاتی مشاہدات کو سیاسی حالات سے جوڑتے ہیں۔ کلاسیکل مستشرقین معروضیت اور علمی غیر جانب داری دکھانے کے لیے حالاتِ حاضرہ سے عدم دل چسپی ظاہر کرتے تھے لیکن نیو مستشرقین اپنے ڈسکورس کو سیاسی شمولیت کا نام دیتے ہیں جس کا مقصد اپنے خطے کو استبدادی حکومتوں سے آزاد کرانا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلم ملکوں میں وہ بنیادی آزادیاں میسر نہیں جیسا کہ مغرب میں ہیں، فیمینسٹوں کا دعویٰ ہے کہ نجی اصل میں سیاسی ہے۔ یہ لوگ اپنے مقامی ادب یا روزمرہ معمولات پر بات کرتے ہوئے اس میں سیاسی تبصرہ ضرور شامل کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے حالات اور مغربی لکھاریوں کے پیش کردہ حالات میں مماثلت ڈھونڈنے کے عادی ہیں۔ ان لوگوں کی سیاسی تنقید کے متناقض اور جھوٹے ہونے کی ایک دلیل یہ بھی دی جاسکتی ہے کہ امریکا میں مشرقِ وسطیٰ سے آنے والے لکھاریوں مثلاً خالد حسینی، یمینہ خدرا اور سائرہ شاہ وغیرہ کی کتابیں مشرقِ وسطیٰ میں شائع نہیں ہوئیں اور نہ ان کا مقامی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ ان کی تصانیف صرف امریکا اور مغربی یورپ میں شائع ہوتی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہیومن رائٹس یا جمہوریت کا مطالبہ نہیں کر رہے بلکہ ان کا تعلق امریکا کے سامراجی مفادات اور مداخلتوں سے ہے۔ ان کی تحریریں اصل میں ''بربریت کا نیا بیانیہ'' ہیں یعنی یہ مشرقِ وسطیٰ میں سیاسی تشدد کی وضاحت کرتی ہیں لیکن اس بیان میں سیاسی اور اقتصادی مفادات اور تناظرات نظر انداز کرتی ہیں اور یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ تشدد اصل میں مقامی ثقافتوں کی خصلتوں کا نتیجہ ہے۔

نیو مستشرقین کی سیاسی تنقید امریکی حکومت کو اخلاقی جواز فراہم کرتی ہے کہ امریکا اپنے سامراجی عزائم پورے کرنے کے لیے مشرقِ وسطیٰ میں مداخلت کرے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان لوگوں کو امریکا کی طرف سے مامور کیا جاتا ہے کہ مسلم نظریات پر تنقید کریں۔ اصل بات یہ ہے کہ نائن الیون کے بعد امریکی عوام اسلام اور مشرقِ وسطیٰ کے متعلق مستند اور ماہرانہ معلومات چاہتے تھے، اور سرمایہ دار پبلشرز نے مارکیٹ میں اس چیز کو منافع بخش پایا تو نیو مستشرقین کے ڈسکورس کے لیے فضا سازگار ہوگئی۔ اس ڈسکورس نے مسلم معاشروں اور عوام کے متعلق عوامی اجماع قائم کیا جو امریکی حکومت کے سامراجی عزائم پورے کرنے میں مددگار ثابت ہوا، برنارڈ لیوس اور آذر نفیسی میں یہی گہرا رشتہ ہے۔ ان میں سے بعض تو سامراجی اداروں کے باقاعدہ تنخواہ دار ہیں لیکن زیادہ تر سلیف میڈ ہیں جنھیں پبلشنگ مارکیٹ میں شہرت اور دولت کمانے کا موقع مل گیا۔

ملعون گیرٹ ولڈرز کی ’’حفاظتی حراست‘‘ کے 10 سال مکمل

صفی علی اعظمی

اسلام دشمن ڈچ سیاست دان اور رکن پارلیمنٹ ملعون گیرٹ ولڈرز کی ’’حفاظتی حراست‘‘ کو دس سال مکمل ہو گئے۔ جبکہ ہالینڈ کی حکومت نے گستاخانہ خاکوں کے مقابلے کے اعلان پر اس کی سیکورٹی مزید بڑھادی ہے، جہاں ملعون کی بیوی اس ہفتے میں صرف ایک بار مل سکتی ہے، جبکہ ملعون موت کے خوف میں مبتلا ہو گیا ہے۔ ہالینڈ حکومت نے انکشاف کیا ہے کہ فریڈم پارٹی کے اسلام مخالف رہنما گیرٹ ولڈرز کی حفاظتی تنہائی کو ختم کرنے کا کوئی ارادنہیں ہے اور متنازع رکن پارلیمنٹ بدستور حکومتی سیف ہاؤس میں قید رہے گا۔ البتہ اس کو پارلیمنٹ یا کسی تقریب میں آنے جانے کے لیے حفاظتی کلیرنس دی جاسکتی ہے۔ ادھر برطانوی میڈیا نے بتایا ہے کہ ڈچ ملعون گیرٹ ولڈرز کو 12 جولائی کو انگلش ڈیفنس لیگ کے ایک شدت پسند نسل پرست اور مسلم دشمن رہنما ٹومی رابنسن کی رہائی کے لیے منعقد مظاہرے میں شرکت کی غرض سے لندن پہنچنا تھا، لیکن برطانوی انٹیلی جنس ایم آئی سکس نے گیرٹ ولڈرز کو سیکورٹی رسک قرار دے کر اس کی حفاظت کی ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا تھا۔ ملعون کے قتل ہو جانے کی پیش نظر دی ہیگ میں برطانوی سفیر نے گیرٹ ولڈرز کو ویزا دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد گیرٹ ولڈرز کی ہالینڈ میں بھی حفاظتی حراست کو مزید سخت کر دیا گیا ہے۔ ڈچ میڈیا نے اپنی رپورٹس میں انکشاف کیا ہے کہ ہالینڈ حکومت نے انٹیلی جنس سفارشات پر گستاخ رکن پارلیمنٹ کی حفاظت مزید سخت کر دی ہے اور سے دی ہیگ کے ایک سرکاری سیف ہاؤس میں ہی رکھنے کا حکم دیا ہے۔

جرمن جریدے دارا سپی جیل نے بتایا ہے کہ ڈچ حکومت نے دس سالہ حفاظتی حراست اور پولیس پروٹیکشن پر کروڑوں یوروز خرچ کیے ہیں۔ امریکی جریدے واشنگٹن پوسٹ نے انکشاف کیا ہے کہ گستاخ گیرٹ ولڈرز کو اس کی بیوی کے ساتھ بھی ملاقات کرنے سے روک دیا گیا ہے اور اس کی بیوی کو ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ سیکورٹی خدشات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکام کے ساتھ تعاون کریں۔ ایمرجنسی ہو تو ہفتے میں محض ایک مرتبہ اپنے شوہر گیرٹ ولڈرز کے ساتھ ایک گھنٹے کی ملاقات کرسکتی ہے، لیکن اس کے لیے ایک دن پہلے درخواست دینا ہوگی اور ملاقات کے لیے سرکاری سیف ہاؤس سے متصل اسکریننگ روم میں اکیلے آنا ہوگا۔ اس ضمن میں ڈچ جریدے ’’ڈچ نیوز نیدرلینڈ‘‘ نے بتایا ہے کہ ہالینڈ کی حکومت نے ملعون گیرٹ ولڈرز کو متنبہ کیا ہے کہ وہ توہین آمیز خاکوں کے مقابلہ پر نظرِ ثانی کرے، جبکہ ڈچ حکومت نے گستاخ کا یہ مطالبہ رد کر دیا ہے کہ توہین آمیز خاکوں کو پارلیمنٹ پر آویزاں کیا جائے۔ مقامی میڈیا نے بتایا ہے کہ ڈچ حکومت نے گزشتہ تین ماہ توہین

آمیز خاکوں کے مقابلہ کے اعلان کے بعد گیرٹ ولڈرز کی جان کو خطرات کا اعتراف کیا ہے اور اس کی حفاظت کے لیے مزید سیکورٹی اہلکار تعینات کر دیے ہیں، جو ۲۴ گھنٹے اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جبکہ ملعون گیرٹ ولڈرز کو پولیس حکام کی جانب سے ایک بیگ دیا گیا ہے جس میں سرخ اور بھورے رنگ سمیت کئی اقسام کے نقلی بالوں کی وگ موجود ہیں۔ کئی اقسام کی ٹوپیاں (ہیٹ)، چشمے اور نقلی داڑھی اور مونچھیں بھی فراہم کی گئی ہیں تا کہ وہ کسی بھی سفر میں بھیس بدل سکے۔ جبکہ ہالینڈ میں گیرٹ ولڈرز کے لیے کم از کم دو سیف ہاؤسز موجود ہیں، جن میں ایک ایک کمرہ بم پروف ہے جس کو پینک روم کا نام دیا گیا ہے، اس میں ایک بٹن بھی ہے جسے دبا کر فوری پولیس طلب کی جا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں ڈچ میڈیا نے تصدیق کی ہے کہ 2008ء میں حفاظتی ضمانت میں رکھے گئے ملعون گیرٹ ولڈرز کو اس وقت بھی چوبیس گھنٹوں کی بنیاد پر چار کمانڈوز دیے گئے۔ حالیہ ایام میں گیرٹ ولڈرز کی جان کو لاحق خطرات کے پیشِ نظر حفاظت مزید سخت کر دی ہے۔ اس کی بیوی کو بھی دو مسلح اہلکاروں کی سیکورٹی فراہم کی گئی ہے۔ اس پر عوامی مقامات اور مارکیٹوں میں جانے کی پابندی لگائی گئی ہے، جبکہ اس کے فلیٹ میں ایک ''پینک روم'' بنا کر دیا گیا ہے۔ جبکہ اس کی بیوی کے بارے میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ وہ پولیس اور سیکورٹی حکام کے انتباہ کے بعد دو سے زیادہ راتیں ایک مقام پر نہیں گزارتی۔ واشنگٹن پوسٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق گیرٹ ولڈرز کی بیوی قتل ہو جانے کے خوف سے کئی راتیں اپنی مرضی سے جیلوں میں بھی گزار چکی ہے۔

ڈچ میڈیا نے بتایا ہے کہ اگرچہ خاکوں کے مقابلوں کے اعلان کے بعد گیرٹ ولڈرز کی نقل و حرکت بند ہے لیکن اس سے قبل وہ جس تقریب میں جانے کا ارادہ کرتا تھا اس مقام کو انٹیلی جنس اور سیکورٹی اہلکاروں کی جانب سے پہلے کلئیر کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد گیرٹ ولڈرز کو آنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ واضح رہے کہ گستاخ رکن پارلیمنٹ کو توہین آمیز خاکوں کے مقابلے کے بعد قتل کا مزید خوف پیدا ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے اس نے ہالینڈ کی حکومت کی مشاورت سے خاکوں کے مقابلے کو آن لائن کر دیا ہے اور ٹوئٹر پیغام میں دنیا بھر سے گستاخوں کو دعوت دی ہے کہ وہ توہین آمیز خاکے بنا کر ای میل کریں۔ ادھر ''اُمّت'' کی جانب سے گیرٹ ولڈرز کو ارسال کی جانی والے اس ای میل کا اس کی پارٹی کی جانب سے کوئی جواب نہیں دیا گیا ہے کہ ڈچ پارلیمنٹ میں توہین آمیز خاکوں کا مجوزہ پروگرام منسوخ کر دیا گیا ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ سماجی رابطوں کی سائیٹس پر پاکستان سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں نے گیرٹ ولڈرز کے اعلان کردہ مقابلہ کی شدید مذمت کی ہے اور اس مقابلہ کو فی الفور منسوخ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جبکہ الیکشن کے تناظر میں بھی پاکستانی حکومت نے او آئی سی سمیت ہالینڈ حکومت کو پیغامات بھیجے ہیں کہ توہین آمیز خاکوں کے دل آزار مقابلے کو منسوخ کیا جائے۔

(مطبوعہ: روزنامہ امت کراچی، ۲۲ / جولائی ۲۰۱۸ء)

قربانی......حکمت اور مسائل واحکام

ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ علیہ

اسلام امن وسلامتی کا ہی نام ہے اسلام کے ہر عمل سے سلامتی پیدا ہوتی اور امن پھیلتا ہے ہر باشعور آدمی غور وفکر کی نعمت سے اس حقیقت کو پا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل انسانوں کے اعمال جس برائی، خباثت اور شیطنت سے آشنا ہو چکے تھے اسلام نے انہی اعمال کو اسوۂ حسنہ میں پابند کر کے محبت، آدمیت، امن، سلامتی اور عافیت پیدا کر دی۔ غور فرمائیے قبائل کے سرداراوران کے ساتھی کھانا کھا رہے ہیں ہمہ قسم نعمت ان کے سامنے چن دی گئی ہے مگر کیا مجال کہ غلام اس کی طرف دیکھ بھی جائے۔ روساء وبزرجمہر کھا پی کے فارغ ہوں گے۔ تو بچا کھچا ان کے منہ میں بھی پہنچ جائے گا جو غلام ہونے کا طعنہ سینے پر سجائے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے آکر مکارم اخلاق پیدا کئے۔ اسی معاشرے میں غلام کو آقا کے برابر اور فقیر کو امیر جیسا کر دیا۔ من وتو کی تمیز ختم کر دی۔ معاشرے میں حسن پیدا کیا۔ جو نہ کلیوں میں نہ غنچوں میں' نہ پھولوں میں نہ بہاروں میں ہے۔ دنیا کے کسی نظام میں بھی یہ حسن وخوبی' یہ برابری وبرادری نہیں ہے۔ دنیائے فکر میں انقلاب بپا کیجئے اور چودہ سو برس کی الٹی زقند لگائیے۔ چشم خرد کھولیے اور ملاحظہ کیجئے کہ مولائے کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ لکڑی کے ایک پیالے میں لقمے لگا لگا کر کھا رہے ہیں۔ غلام آقا کے روبرو ہے نظر وتوجہ کی نعمتوں سے بھی مالا مال ہو رہا ہے اور معاش ومعاد کے لمحے بھی سنوار رہا ہے۔ جی ہاں یہ وہی بلال ہے جسے کفارِ مکہ کا جمہوری نظام اور جمہوری گماشتے اپنے برابر دیکھنا نہیں چاہتے تھے اور اسے غلام ہی مارنا چاہتے تھے، اسی طرح قربانی کا عمل بھی معاشرے میں امن وسلامتی اور بلندی پیدا کرتا ہے۔

قربانی تو زمانہء جاہلیت میں بھی امن وسلامتی اور سفر کے خطرات سے بچاتی تھی۔ عرب کا معمول تھا کوئی شخص اگر حج کے لیے آمادہ سفر ہے تو اسے اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹے ڈال کر ساتھ رکھنا پڑتا۔ اور یہ قربانی کا پٹہ ہی راستے کے خطرات ومشکلات کے بچنے کی علامت ہوتا۔ نتیجہ یہ نکلتا کہ ایسا مسافر اپنے ساز وسامان سمیت منزل مراد پر پہنچ جاتا۔ حج کرتا، قربانی دیتا اور رضاء الٰہی کی نعمتیں سمیٹتا واپس لوٹ جاتا۔ قربانی کے اس جانور کو ہُدی کہا جاتا ہے۔ ویسے عربوں میں یہ دستور تھا کہ دین ابراہیمی کے مطابق وہ چار مہینوں کا بہت احترام کرتے یعنی رجب، ذی قعدہ، ذی الحج، اور محرم...... یہ مہینے پر امن اور عافیت وسلامتی کے مہینے تھے قرآن کریم نے بھی ان مہینوں کے باعزت وباوقار ہونے کا ذکر فرمایا ہے مِنها اربعةٌ حُرم ان میں سے چار بہت معزز ہیں۔

انہی چار ماہ کے اعزاز واکرام میں عرب اپنی جاہلیت کی عادتیں' لڑائی جھگڑے ختم کر دیتے تھے۔ ذی الحجہ کا مہینہ بھی انہی مکرم ومحترم مہینوں کا حصہ ہے۔ جس میں قربانی' حج اور عبادات اس کا جزو لاینفک ہے۔ اس لیے بھی یہ امن وامان اور عافیت وسلامتی کا پیغام سرمدی ہے۔ امن عامہ کی نوید الٰہی ہے۔ مگر ہمارے معاشرہ میں چونکہ اسلام کو ثانوی حیثیت دیدی گئی ہے اور جمہوریت کو پہلی

پوزیشن اس لیے موجودہ معاشرے پر پھٹکار پڑ رہی ہے۔عرب جہلا تو پٹے والے قربانی کے جانوروں کی لوٹ مار نہیں کرتے تھے۔’’یہ جمہوریت زادے‘‘ اور ’’روشن خیال‘‘ تو وہ بھی نہیں چھوڑتے۔اس عمل خبیث میں یہ اُن سے بھی آگے نکل گئے۔لوگوں نے مہندی، جھانجر، زنجیر اور پٹے قربانی کی تمام نشانیوں سے اپنے قربانی کے جانوروں کو مرصع کیا ہوتا ہے مگر یہ فرزندانِ ناہموار اسے بھی چوری کرنے سے باز نہیں آتے اگر ’’لبرل اسلام‘‘ کے ماننے والے منافقین اپنے رویے تبدیل کر کے حقیقی اسلام کے پیروکار بن جائیں یعنی مکمل مومن بن جائیں تو امت کو یہ روز سیاہ دیکھنا نصیب نہ ہو! اس پر مستزاد یہ کہ ان چوروں اور حرام خوروں کو پاکستان کی رسوائے زمانہ تعزیرات سزا نہیں دیتی بلکہ ’’لبرل اسلام‘‘ کی نمائندہ کمیونٹی جو حدود اللہ کو ’’وحشیانہ‘‘ سزائیں کہتی ہے وہ وحشی اور جنگلی بھی اس درندگی پر بہت پریشان ہیں مگر امن قائم نہیں کر سکے۔جو دن بھی طلوع ہوتا ہے، وہ فسق وفجور کی تمازت بڑھا دیتا ہے۔خود کو ترقی یافتہ کہنے والے یورپ کے اندھے مقلد پاکستان میں خیر پیدا نہیں کر سکے۔پاکستان کی سیکولر سیاسی قوتیں‘ شر، فتنہ وفساد اور تباہی کی نمائندگی کرتی، اسے پھیلاتی اور حکومت کرتی ہیں۔یہ چار پانچ فیصد جو امن کے روح پرور مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔یہ صرف ان دینی اعمال کی وجہ سے ہیں جو مسلمان انفرادی اور ذاتی ذوق کی بنیاد پر کرتے ہیں ورنہ ریاست کے قانون بدنے تو انکارِ اعمال کی کھلی آزادی دے رکھی ہے۔اللہ کی پناہ۔

قربانی اپنے شاندار ماضی، امن وسلامتی پر سچی تاریخی روایت وشہادت رکھتی ہے۔دورِ حاضر میں قربانی نہ صرف یہ کہ امن کا پیغام ہے بلکہ مسئلہ معاش کا عظیم پہلو بھی اپنے جلو میں رکھتی ہے کہ اس عمل صالح کی بدولت معاشی بدحالی ختم ہوتی اور معاشی امن پیدا ہوتا ہے۔سینکڑوں غریب امیر ہو جاتے ہیں۔قرآن کا حکم ہے:

فکلو ا منها و اطعمو البائس الفقیر. (پ۱۷ الحج آیت ۲۸) سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج بے حال کو۔

فکلوا منها و اطعمو القانع و المعتر. (پ۱۷۔الحج آیت ۳۶)

سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے کو اور بیقراری کرنے والے کو۔

ہمارے معاشرہ میں سرمائے کی غیر منصفانہ تقسیم اور یورپ کے معیارِ زندگی کی نقالی نے معاشرہ کو طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔اعلیٰ طبقہ کہلانے والے لوگ اخلاق سے عاری، ہمدردی سے محروم، اخوۃ، برادری اور برابری کے شائستہ جذبات کو خیرباد کہہ کر دوسرے تیسرے اور چوتھے طبقہ کے لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ہمارے معاشرے کا دوسرا تیسرا اور چوتھا طبقہ زندگی کی راحتوں سے مجبور اور معاشی حالات سے رنجور ہے اور سفید پوشی، ظاہر داری اور برادریوں کے جذبۂ تقابل میں اس قدر چور چور رہے کہ توبہ ہی بھلی۔معاشرے کے جن لوگوں کے پاس مال ومنال زر وجواہر اور دھن دولت موجود ہے۔پھر اُن میں سے جو اس دولت کو دین کے احکام کے مطابق صرف کرتے ہیں۔زکوٰۃ دیتے ہیں صدقات دیتے ہیں انفاق عام کرتے ہیں وہ جب قربانی دیں گے تو معاشرہ کے ایسے افراد جو بے چارے مال کی کمی کے سبب ہفتوں اور مہینوں تک گوشت کی شکل سے ناآشنا اور اس کی لذت سے محروم رہتے ہیں۔قربانی کرنے والا خود کھائے تو اس کی اجازت ہے اس لیے کہ ’’فکلوا منها‘‘ امرِ استحباب ہے امرِ وجوب نہیں یعنی اجازت ہے حکم نہیں جیسے و اذا حللتم

فاصطادوا . (پ٦۔المائدہ۔آیت۲)اور جب احرام سے نکلوتو شکار کر سکتے ہو۔

اپنے گھر کے لیے رکھ لے تو اجازت ہے اگر نہ رکھے تو بہتر ہے اور واجب ہے کہ وہ قربانی کا گوشت بے حال محتاج، نادار، بے یارومددگار اور ایسا مسکین جو قانع صابر محروم ہو اور ایسا مسکین بھی جو سوائل اور بے قرار ہو بھوک کے ہاتھوں تنگ آ کر مانگنے لگ جائے سب کو تلاش کر کے پہنچایا جائے۔ایسے ضرورت مندوں کو زکوٰۃ صدقات وغیرہ کی طرح قربانی کا گوشت پہنچانے سے ان کی طبعی تندی ترشی اور حالات سے پیدا شدہ نفرتیں کم ہوں گی۔غضب وانتقام کی جگہ محبت واحترام پیدا ہوگا۔لوٹ مار قتل وغارتگری کی بجائے حفاظت و خدمت کے نیک جذبات ظہور پذیر ہوں گے۔معاشرہ میں امن وسلامتی غالب آئے گی یعنی خیر طالب اور شر مغلوب ہوگا۔رودے اور کھالیں بھی معاشرے کے انہی پسے ہوئے لوگوں کا حق ہے۔قصاب قطعاً کھال رودے اُجرت میں نہیں لیجا سکتے قربانی کے جانوروں پر ڈالے گئے کپڑے گھنٹیاں زنجیریں جھانجریں وغیرہ سب چیزیں غرباء کا حق ہیں۔جب غرباء کو ان کا شرعی حق مال کی صورت میں پہنچے گا تو معاشی ناہمواری دور ہوگی اور معاشی ناہمواری کے دور ہونے سے جذبہ حسد ورقابت بھی دور ہوگا جس کا نتیجہ ہے خوشحالی مختصر اًملاحظہ کریں۔

قربانی کے فوائد:

(۱) ایک طبقہ میں گردش زرقائم ہوئی۔قربانی کے لیے جانور خریدے گئے۔بیچنے والے کو مال منتقل ہوا۔ اُسے کچھ روز گھر میں رکھا، خدمت کی، گھاس دانہ کھلایا

(۲) دوسرے طبقہ میں گردشِ زرقائم ہوئی۔قصاب نے ذبح کیا اور مزدوری لی۔

(۳) تیسرے طبقہ میں گردشِ زرقائم ہوئی، کھال فروخت ہوئی یا خیراتی اداروں میں تقسیم ہوئی۔

(۴) چوتھے طبقہ میں گردشِ زرقائم ہوئی۔رودے، زنجیر، کپڑا، جھانجر فروخت ہوئی۔ان کی قیمت مساکین یتامیٰ، بیوگان محتاج، غریب، دینی کارکن، دینی مدارس کے مسافر طلباء واساتذہ میں مختلف صورتوں میں تقسیم ہوئی۔

(۵) پانچویں طبقہ میں گردش زرقائم ہوئی۔سرمایہ انجماد سے بچا۔ایک ہاتھ میں نہ رہا مختلف ہاتھوں میں پہنچا ملک وقوم کو فائدہ پہنچا۔ایسا اہم اور عظیم عمل جس سے معاشرے کے پانچ طبقوں کو فیض، نفع اور فائدہ پہنچتا ہو اس کی مخالفت کرنا کہاں کی خدمتِ انسانی اور خدمتِ حیوانی ہے۔یا دانشمندی ہے؟ بجز اس کے کہ

بک رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ہاں یہ سیکولرسٹوں کا ''روشن اور لبرل اسلام'' تو ہوسکتا ہے حقیقی دین اسلام نہیں۔

قربانی اور قربانی کے جانور:

قربانی اور قربانی کے جانور شعائر اللہ میں سے ہیں۔(پ۱۷۔الحج آیت ۳۶)

ایسے لوگ جو بے رحمی اور حیوانات کے انسداد کی ذیل میں قربانی کے عمل کو رد کرتے ہیں یا مال کے ضیاع کی نام نہاد

حکمت کی بنیاد پر اس کو غلط قرار دیتے ہیں وہ لوگ بنیادی طور پر جاہل وظالم ہیں۔ اس لیے کہ قرآن حکیم نے قربانی اور قربانی کے جانوروں کی حیثیت دین اسلام کی علامتوں میں سے دو علامتیں قرار دی ہیں۔ دین کی علامتوں کی تعظیم دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔ ان شعائر کا احترام نہ کرنے والے لوگ خلوص سے محروم ہیں۔ شعائر اللہ کی باقاعدہ وباضابطہ شرعی حیثیت وعظمت ہے۔ اس عمل کی ایک مذہبی، شرعی اور قانونی تاریخ ہے اس کی تردید، تغلیط اور توھین، احکام ومسائل اور قوانین قرآنی سے بے خبری، لاعلمی اور جہالت پر مبنی ہے۔ پھر ایسا آدمی جو قربانی جیسے عمل خیر کو روکتا ہے، اس کے خلاف ذہنوں کو ہموار کرتا ہے اور فضول قسم کی باتیں جو یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں' کرتا رہتا ہے۔ وہ معاشرے کو باہم ایک دوسرے سے کاٹنا چاہتا ہے۔ قربانی کے عمل سے معاشرہ کے تمام طبقات باہم مربوط ہوجاتے ہیں اور یہ حیوانات پر رحم کرنے والا نام نہاد مہربان انسانوں کو محبت، مودت، ارتباط، معاشرتی ترقی سے محروم کرنے والا ظالم، سفاک اور خودغرض ہے کہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا!

پیغام:

عید، خوش خوراکی وخوش پوشاکی اور کھیل کود کا نام ہی تو نہیں بلکہ عید عبارت ہے......

اجتماعیت ویکجہتی سے، قربانی وایثار سے، عدل وتقویٰ سے، حق شناسی وخداخوفی سے

محبت، ادب اور اخلاص سے، مودّت اور اخوت کے پاکیزہ جذبات سے!

احکام ومسائل

● **تمہید:** قربانی جدُّ الانبیاء اور مجدّدالانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہم السلام اور سید الاوّلین، قائد المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس یادگار اور ابدی سنت ہے..... حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایام قربانی میں اللہ تعالیٰ کو اپنے نام پر بہائے ہوئے خونِ قربانی سے زیادہ کوئی چیز اور عمل پسند نہیں۔ ذبح کے وقت خون کا ہر قطرہ زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی خدا کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے۔ نیز فرمایا: ذبیحہ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں' ان میں سے ہر ہر بال کے بدل میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾

''اللہ کو نہیں پہنچتے' ان کے گوشت اور نہ لہو۔ لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)۔'' (سورۃ حج' ۳۷۔ پارہ ۱۷)

قربانی: بعض اسلام دشمن عناصر جن کو مخلوق خدا کی فلاح کا بہت زیادہ ''درد'' اٹھتا ہے' وہ اس نظریاتی مملکت میں برسوں سے زہر پھیلا رہے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ جدید تعلیم سے روشناس مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ قربانی ''مولوی ازم'' کی ایجاد ہے، کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہزاروں لاکھوں روپے کا خون بہادیا جائے، اس میں انسانیت کی کیا خدمت ہے؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو صرف ''مکہ'' میں ہی فرض ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قربانی نہیں دی۔ کوئی شخص بھی اس بات کا مجاز نہیں کہ دین متین میں ایک حرف کی بھی تبدیلی کرسکے۔ قربانی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور ہر

صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ جو چودہ سو سال سے ادا کی جارہی ہے۔ خود حضور ﷺ نے اور ان کے بعد ان کے صحیح جانشین خلفائے راشدین نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور امت کی مسلّمہ شخصیتوں نے ادا کی اور کروائی۔ یہ کہنا کتنا بڑا دجل ہے کہ ختم المرسلین ﷺ نے صرف مکہ میں قربانی کی۔ حالانکہ احادیثِ صحیحہ میں اس کا ثبوت موجود ہے کہ مدینہ میں بھی قربانی ہوئی اور لاکھوں مربع میل میں پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت میں بسنے والے مسلمانوں نے اس سنت کو ادا کیا۔

حضور ﷺ نے مدینہ میں قربانی کی:

﴿عن ابن عمر ؓقال اقام رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم بالمدینه عَشَر سِنِیْنَ یُضَحِّیُ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس برس مدینہ میں قیام فرمایا اور قربانی دی: (ترمذی ص ۱۸۲، مسند احمد ج ۷ ص ۵۷)

﴿عن ابن عباس قال کنّا مع رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم فی سفر فحضر الا ضحی فاشتر کنا فی البقرة سبعة وفی البعیر عشرة﴾ (ترمذی ص ۱۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سفر میں تھے کہ سفر میں ہی قربانی کا دن آ گیا تو ہم قربانی کی گائے کے سات حصوں اور اونٹ کے دس حصوں میں شریک ہوئے۔

جمہور علماء کے نزدیک اونٹ میں دس حصوں والا حکم منسوخ ہو گیا اور سات حصوں والا حکم جاری ہوا۔ اسے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ذکر کیا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

ان ہر دو روایات کی روشنی میں یہ بات قطعیت کے ساتھ واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ نے سفر میں بھی قربانی کی اور مدینہ میں بھی، اس کے بعد اس قسم کی لغو اور بے بنیاد باتوں کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور یہ حدیث ان کے قول کے بطلان کے لیے دلیل کا ایک طمانچہ ہے۔

اہل اسلام سے التماس ہے کہ وہ اس قسم کی لغویات پر دھیان نہ دیں اور دین متین کی حفاظت کرتے ہوئے اور محبت رسول ﷺ سے سرشار ہو کر اس سنت کو خوب ذوق وشوق سے ادا کریں تاکہ روزِ محشر بارگاہِ رب العزت میں نجات کا سبب اور اللہ کے محبوب ﷺ کی شفاعت کے مستحق بنیں۔ خداوندِ قدوس ہم سب کو سختی سے اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثمّ آمین

مختصر مسائل قربانی:

● ہر آزاد عاقل بالغ مسلمان جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا رکھتا ہو، یا ان دونوں سے جتنی مالیت کی جائیداد یا مال تجارت کا مالک ہو، اس پر عیدالاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو صبح صادق طلوع ہونے سے لے کر بارہویں ذوالحجہ کی شام تک چند مخصوص حلال جانوروں میں سے کسی ایک قسم کے جانور کو حکم الٰہی اور سنت نبی ﷺ کی پیروی میں ذبح کرنا واجب ہے، جسے شرعی زبان میں اُضحِیَہ اور ہماری بول چال میں قربانی کہتے ہیں۔

● قربانی کے لیے مذکورہ بالا مالیت پر زکوۃ کی طرح سال کا پورا ہونا شرط نہیں۔

● جن لوگوں پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے، انھی پر قربانی واجب ہے اور جیسے صدقۃ الفطر اپنی ذات پر واجب ہوتا ہے، اہل و عیال کی طرف سے از خود دینا نفلی عبادت ہے، ایسے ہی قربانی بھی صرف اپنی ذات پر واجب ہے۔ البتہ دوسرے کی طرف سے ثواب کے طور پر یا وکیل بن کر قربانی کرنا درست ہے۔

● کسی کے پاس بالکل مال نہ تھا، لیکن اچانک کسی طرح دسویں کی صبح کو یا بارہویں کو غروب آفتاب سے پہلے مذکورہ بالا مالیت حاصل ہوگئی تو اس پر قربانی واجب ہے۔

● ایسے شخص نے کسی کی غیر موجودگی میں اس کی طرف سے اجازت کے بغیر قربانی دے دی وہ ادا نہ ہوئی، بلکہ غائب پر بدستور واجب رہے گی۔

● صاحب مال آدمی اگر مقروض ہے تو ادائے قرض کے بعد مذکورہ بالا مالیت باقی بچے تو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

● اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہ تھی اور اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا اور ایسے ہی کسی نے کوئی منّت مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں قربانی دوں گا اور اتفاقاً وہ کام بھی ہوگیا، تو اس پر قربانی واجب ہوگئی لیکن منت والی قربانی کا گوشت خواہ وہ امیر کی طرف سے ہو یا غریب کی طرف سے نہ خود کھانا جائز ہے اور نہ ہی صاحب حیثیت افراد کو کھلانا، کیونکہ منت بھی ایک صدقہ ہے اور صدقہ مساکین اور فقراء کا حق ہوتا ہے، اگر بھول کر کھالیا یا کھلا دیا' تو اتنی ہی مقدار میں مزید گوشت خیرات کرنا واجب ہوگا۔

● مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ البتہ سفر میں کسی جگہ پندرہ دن تک ٹھہرنا ہوگیا تو قربانی واجب ہوگی۔

● دیہات میں رہنے والوں کے لیے نماز عید سے پہلے قربانی جائز ہے۔

● شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لیے نماز عید ادا کرنے سے پہلے قربانی جائز نہیں۔

● اگر کسی شخص نے قربانی میں اتنی تاخیر کر دی کہ بارہویں تاریخ کو غروب آفتاب تک بھی قربانی نہ کر سکا، اگر جانور خرید چکا تھا ،تو وہی جانور خیرات کر دے، اگر جانور نہیں خریدا تھا، تو ایک بھیڑ یا بکری کی قیمت خیرات کر دے۔

● اگر کسی نے قربانی کا جانور پالنے کے لیے کسی کو دے دیا تو پالنے والا اس کا مالک نہیں ہوسکتا، نہ ہی اسے بیچ سکتا ہے۔ بیچنا ہو تو اصل مالک کی اجازت حاصل کرنا ہوگی۔

● قربانی کے جانور:

بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ، دنبی، بیل، گائے، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی' ان چھے حلال جانوروں میں سے ایک قسم کا جانور ہونا ضروری ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر:

اس ترتیب کے مطابق ہونی چاہیے۔ بکرا، بکری' ایک سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسا' دو سال، اونٹ، اونٹنی

پانچ سال کا ہونا ضروری ہے البتہ بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی اگر اتفاقاً تندرست اور موٹے تازے ہوں کہ ایک سال کی عمر والے ہم جنسوں میں چھوڑ دینے سے دونوں میں کوئی فرق معلوم نہ ہو، تو ایسے چھ مہینے کے دنبے، دنبی، مینڈھا، بھیڑ کی قربانی جائز ہوگی بصورت دیگران کے لیے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔

قربانی کے جانور کی کیفیت:

قربانی کا جانور خوب صحت مند موٹا تازہ، بے عیب ہونا چاہیے۔ اگر کچھ دبلا پتلا ہو تو جائز ہے لیکن ایسا مریل جانور جس کو سہارا دیکر چلایا جائے، قربانی کے لیے جائز نہیں۔

قربانی کا جانور ان عیوب سے پاک ہونا چاہیے:

ٹوٹے ہوئے سینگ نہ ہوں۔ ایک کان کا تہائی سے زائد حصہ کٹا ہوا نہ ہو۔ اندھا نہ ہو، یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زائد روشنی ضائع نہ ہو۔ جس کا ابتدا سے کوئی دانت نہ ہو۔ جس کی تہائی یا تہائی سے زائد دُم کٹی ہوئی نہ ہو۔ مرض یا چوٹ وغیرہ کے سبب لنگڑا نہ ہو کہ صرف تین پاؤں پر چل سکے اور چوتھا پاؤں زمین پر نہ رکھ سکے اور گھسیٹتا رہے۔ مادہ حاملہ نہ ہو۔

قربانی کے جانور میں حصہ:

- بکرا، بکری، بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی ان میں حصہ داری نہیں ہوسکتی، گائے بیل بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات افراد حصہ دار بن سکتے ہیں، سات سے زائد کی قربانی جائز نہ ہوگی۔
- جس جانور میں سات افراد شریک ہوں، سب کو برابر تول کر گوشت تقسیم کرنا چاہیے کمی بیشی سے تقسیم جائز نہیں۔
- قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل سنت اور مستحب ہے، خود نہ کرسکتا ہو تو پاس کھڑا ہونا بہتر ہے، قربانی کے لیے افضل دن دسویں کا ہے۔ باقی دو دنوں میں بھی درست ہے۔ قربانی کا صحیح وقت دن کا ہے، رات کو کرنا بہتر نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات صحیح ذبح نہیں ہوسکتا، ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

● ذبح کے وقت دعا:

﴿اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَااَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ O اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَااَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ O﴾

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر جانور کو ذبح کرے اور مکمل دعا یاد نہ ہو تو صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ بغیر تکبیر کہے ذبح کرنا جائز نہیں۔ جب ذبح کر چکے تو پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ''اے اللہ! یہ قربانی میری طرف سے پسند اور منظور کر لیجیے۔'' اگر اپنے سوا کسی اور کی طرف سے بغرض ثواب یا بطور ادائے فرض دینا ہو تو ''مِنِّیْ'' کی جگہ ''مِنْ'' کے بعد اس شخص کا نام لے جس کی طرف سے دے رہا ہے۔ پھر آگے یہ الفاظ کہے: کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔

''جیسے کہ آپ نے اپنے پیارے حضرت محمد ﷺ اور اپنے خاص دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قربانی پسند فرمائی۔''

قربانی کی کھال یا اس کی قیمت کا مصرف:

قربانی کے جانور کی کھال قصاب وغیرہ کو مزدوری میں دینا جائز نہیں۔کھال یا اس کی قیمت مستحقین میں خیرات کر دیں۔دینی مدارس کے مسافر طلباء بھی اس کے مستحق ہیں۔عصر حاضر میں طاغوتی اور سامراجی قوتوں کے دینی مدارس کے خلاف عزائم و منصوبوں کو ناکام بنانے اور مدارس کے مالی استحصال کا مقابلہ کرنے کے لیے مدارس ہی ان کا بہترین مصرف ہیں۔

گوشت کی تقسیم:

گوشت کے مختلف حصے کر کے بہتر تو یہ ہے کہ تول کر تقسیم کرے۔غرباء، مساکین، یتامیٰ، مسافر اور اپنے عزیز و اقارب و احباب سب کو دے۔کھال، رسی، زنجیر، گھنگرو، جھانجر، دوپٹہ یا گوشت بطور مزدوری دینا جائز نہیں۔مزدوری نقد طے کرنا چاہیے۔یہ تمام چیزیں یا ان کی قیمت صدقہ کر دے۔

نمازِ عید کے متعلق کچھ باتیں:

شب عید کو نوافل ادا کرنا، توبہ استغفار کرنا، عید کے لیے اوّل وقت میں نہانا، اپنی حیثیت کے مطابق اچھے کپڑے پہننا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا سنت ہے۔نماز کے لیے ایک راستہ سے جانا اور راستہ بدل کر آنا سنت ہے، راستہ میں ان تکبیرات کا مناسب آواز میں پڑھنا سنت ہے۔اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔قربانی کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

نمازِ عید:

پہلی رکعت:

تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لیں، سبحانک اللّٰھم تمام پڑھیں، پھر تکبیریں کہیں پہلی اور دوسری تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں، تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، پھر امام قرأت کرے گا، باقی حسبِ معمول پوری کریں۔

دوسری رکعت:

جب امام فاتحہ اور سورۃ پڑھ چکے تو امام کے ساتھ چار تکبیریں کہیں پہلے تین مرتبہ تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیں اور کھڑے رہیں چوتھی تکبیر کہنے پر رکوع میں جائیں۔باقی ارکان حسبِ معمول پورے کریں اور سلام کے بعد دعا مانگ لیں۔

خطبہ عید:

جیسے جمعہ میں نماز سے پہلے خطبہ سننا واجب ہے۔اسی طرح عیدین میں نماز کے بعد خطبہ سننا بھی واجب ہے۔خطبہ سنے بغیر عیدگاہ سے جانا گناہ ہے۔عیدین کو جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنا چاہیے۔جماعت چھوٹ جانے کی صورت میں قضاء لازم نہیں ہوگی۔

تکبیرالتشریق:

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو نمازِ فجر کے بعد سے تیرہویں کی نمازِ عصر تک پانچ دنوں کے وقت کو ''ایام التشریق'' کہتے ہیں۔ان دنوں میں اکیلے یا باجماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز کے ساتھ ایک بار ''تکبیر التشریق'' کہنا واجب ہے ۔تکبیر یہ ہے:الله اکبر ،الله اکبر ،لااله الا الله والله اکبر ،الله اکبر ،ولله الحمد

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل اور یوم الحج کا روزہ:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرہ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔اس عشرہ میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔'' (ترمذی وابن ماجہ)

قرآن کریم میں سورۃ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس خاص راتوں کی قسم کھا کر ان کی اہمیت ظاہر فرمائی ہے۔امت کے جمہور علماء کے نزدیک ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ذوالحجہ کی آٹھویں اور نویں تاریخ کی درمیانی رات عبادت میں مشغول رہنا اور نویں تاریخ میں یوم الحج یا یوم عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔اس رات اور دن کی بڑی فضیلت ہے۔۹رذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان عبادات اور فرائض واجبات کو ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔(آمین)

والله الموفق وهو المستعان وعليه التكلان

دعاءِ صحت

- ★ قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
- ★ مجلس احرار اسلام ملتان کے سرپرست اور رکن مرکزی مجلس شوریٰ صوفی نذیر احمد
- ★ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب
- ★ لاہور کے بزرگ احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب
- ★ قاری ظہور رحیم عثمانی کے بیٹے محمد علی بیمار ہیں
- ★ مدرسہ معمورہ ملتان کا سابق طالب علم حافظ محمد اویس سنجرانی
- ★ مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محمد یعقوب خان خواجکزئی

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعاء فرمائیں،اللہ تعالیٰ سب کو شفا کاملہ عطا فرمائے۔آمین

حمد باری تعالیٰ

امجد شریف

فنا میں ہوں بقا تُو ہے خدا تو ہے خدا تو ہے
میں پل دو پل، سدا تُو ہے خدا تو ہے خدا تو ہے

تری رحمت کے صدقے ہی سبھی کے کام ہوتے ہیں
سبھی کا ہی خدا تُو ہے خدا تو ہے خدا تو ہے

سہارا بے سہاروں کا جو ہر مشکل میں بنتا ہے
وہی مشکل کشا تُو ہے خدا تو ہے خدا تو ہے

نہیں جو مانتا تجھ کو نہیں جو جانتا تجھ کو
اُسے بھی دے رہا تُو ہے خدا تو ہے خدا تو ہے

یہاں بھی یاد تیری ہی بڑی افضل عبادت ہے
وہاں کا بھی اللہ تُو ہے خدا تو ہے خدا تو ہے

کہیں پودے میں بیٹھا ہے چھپا کے روپ تُو اپنا
کہیں جلوہ نما تُو ہے خدا تو ہے خدا تو ہے

نظرِ بد سے تُو امجدؔ کو بچا رکھنا میرے مولا
کہ اس کا آسرا تُو ہے خدا تو ہے خدا تو ہے

بارگاہِ ختمِ رسالت میں دو نعتیہ نظمیں

یوسف طاہر قریشی

جونہی مرے قلم سے ثنا نے لیا جنم
لطف و عطائے رب کی ادا نے لیا جنم
جس لمحہ میرے ہونٹوں نے چوما نبی کا نام
صلِّ علیٰ کی نوری صدا نے لیا جنم
روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگے گناہ
نعتوں کے شہر سے جو ہوا نے لیا جنم
جس جس طرف پڑی ہے نگاہِ مہِ عرب
اس اس طرف فروغِ ہدیٰ نے لیا جنم
جب بھی لگایا سنتِ نوریں کا کوئی نخل
ہر شاخ سے گلہائے رضا نے لیا جنم
بویا ہے جب درود کا طاؔہر فضا میں بیج
نورِ سرورِ روح فزا نے لیا جنم

☆......☆......☆

محمد مصطفیٰ بن کے شفیع المذنبیں آئے
لیے ختمِ نبوت کا وہ اک تاجِ حسیں آئے
شگفتہ ان کی الفت سے ہے گلشن اپنے ایماں کا
سرورِ روح و تسکینِ قلوبِ مومنیں آئے
ہوئی اک روشنی ٹھنڈی سہانی دین و ایماں کی
وہ جب تھامے ہوئے فانوسِ قرآنِ مبیں آئے
کھلے وحدت کے گلشن، چھٹ گئے بادل ضلالت کے
پلانے کو ہُدیٰ و معرفت کا انگبیں آئے
حضورِ پاک نے توڑے صنم اوہام کے سارے
خدا کا خوف ہر دل میں وہ کرنے جاگزیں آئے
مبارک سینہ سے ان کے عجب اک ہوک تھی اٹھتی
یہی تھی فکر ، اُمّت میں خدا کا کیسے دیں آئے
جو جھکتی تھی جبیں مخلوق کی مخلوق کے آگے
خدا کے سامنے آقا جھکانے وہ جبیں آئے
گھٹا لائے محبت کی ، کرم کی ، مہربانی کی
بچھانے ہر طرف رحمت کا فرشِ مخملیں آئے
بنا وہ آپ کا سادہ سا گھر ، جبریلؑ کا مہبط
جہاں تھا بوریے کا در ، وہاں روح الامیں آئے
لہو سے آبیاری کی ہدایت کے گلستاں کی
مرے آقا اے طاؔہر کرنے کو تکمیلِ دیں آئے

میرے وطن کے راہنماؤ (شہداءِ ختمِ نبوّت کا پیغام)

ساؔغر صدیقی مرحوم

میرے وطن کے راہنماؤ اِک ایسا آئین بناؤ!
جس میں ہو صِدّیق کی عظمت جس میں ہو فاروق کی جرأت
جس میں ہو عثمان کی غیرت جس میں ہو حیدر کی شجاعت
ملّت کے جذبات جگاؤ اک ایسا آئین بناؤ!
طارق کی تدبیر ہو جس میں خالد کی تقدیر ہو جس میں
امّت کی زنجیر ہو جس میں قرآن کی تاثیر ہو جس میں
مٹ جائیں ظلمات کے گھاؤ اک ایسا آئین بناؤ!
عقل و خرد کی آنکھ کا تارا طوفاں میں مضبوط کنارہ
مفلس اور نادار کا پیارا جہد و عمل کا بہتا دھارا
فکر و نظر کی شمع جلاؤ اک ایسا آئین بناؤ!
سر توڑے جو مغروروں کا ساتھی ہو جو مہجوروں کا
دارِ ستم کے منصوروں کا محکوموں کا مجبوروں کا
چل نہ سکے زردار کا داؤ اِک ایسا آئین بناؤ!
فیضِ سخاوت عام ہو جس کا خدمتِ انساں کام ہو جس کا
شانِ سَلَف پیغام ہو جس کا نام فقط اسلام ہو جس کا
خونِ جگر سے پھول کھلاؤ اِک ایسا آئین بناؤ!

بیادامیرشریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

یوسف طاہر قریشی

امیرِ فصاحت، سرورِ بلاغت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت
سراپا وجاہت، وقارِ خطابت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت
خدا کی زمیں پر، خدا کی حکومت خدا کا ہو قانون، آئینِ فطرت
ہمیشہ کیا کرتے اس کی نصیحت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت
مہکتے گلابوں کی خوشبو کی مانند پھیلی ہے شہرت زمانے میں اُن کی
خدا نے جسے دی انوکھی بصیرت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت
شرافت، لطافت، بسالت، فراست میں اپنے زمانے کے لوگوں میں یکتا
خدائے جہاں کی اچھوتی عنایت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت
خطابت کے جوہر دکھاتے ہمیشہ گلِ خوش بیانی کھلاتے ہمیشہ
پلاتے رہے ہیں ایاغِ حقیقت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت
خدا و نبی کے وفادار تھے وہ فداکار اور اک رضاکار تھے وہ
علَم دارِ اسلام و حق و صداقت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت
کیا چاک ہمت سے جرأت عمل سے گریبانِ غدار ختمِ نبوت
ہمیشہ نگہبانِ ختمِ نبوّت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت
ہمیشہ کیا پیچھا جھوٹے نبی کا جو پٹّھو تھے انگریز کے ان سبھی کا
رہے پاسدارِ حریمِ رسالت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت
کبھی نہ بِکے وہ کبھی نہ جُھکے وہ کبھی حق کے اظہار سے نہ رکے وہ
رہی ان کی دار و رسن سے رفاقت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت
یمِ عشق و حبِّ نبی کے شناور وہ شیروں سے بڑھ کر بہادر، دلاور
جو دائم دیا کرتے دادِ شجاعت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت
وہ طاہؔر تھے ہمت کے جرأت کے پیکر تہوّر کے پیکر، تدبر کے خوگر
سراپا مروّت مجسّم شجاعت امیرِ شریعت، امیرِ شریعت

السید عطاء المؤمن شاہ صاحب بخاریؒ کے سانحۂ ارتحال پر

پروفیسر خالد شبیر احمد

’’جب احساس میں بلا کی شدت ہو تو نثر اُس کے اظہار میں ساتھ دینے سے قاصر رہتی ہے۔ پھر مجبوراً شاعری کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے کہ شاعری شدید احساسات کے اظہار کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ جناب سید عطاء المؤمن شاہ صاحب بخاری مرحوم و مغفور سے میرا دوستانہ اس قدر وسیع اور عمیق ہے کہ ان کی موت پر دکھ و غم کا اظہار نثر میں ممکن ہی نہیں تھا۔ اس لیے شاعری کا سہارا لینا پڑا۔ اگر کچھ عرصہ بعد اس غم میں ٹھہراؤ آیا تو ان شاءاللہ مضمون بھی لکھوں گا۔ فی الحال تو یہ نظم نذرِ قارئین ہے کہ اس کا ہر شعر اُن پر ایک مکمل مضمون کی نشاندہی کرتا ہے‘‘۔ (احقر خالد شبیر)

افسوس ہم سے کھو گیا سرمایۂ احرار
ملکِ عدم کا ہو گیا اُمّت کا افتخار

وہ شہپرِ شعور تھا وہ شوکتِ جنوں
طاری ہے جس کے خُلق کا ہر ایک پر فسوں

وہ تو کتابِ عشق کا اک زرّیں باب تھا
فہم و شعور و شوق کا گویا نصاب تھا

تحریر میں تقریر میں شورشؒ کا خوشہ چیں
الفاظ جس کے موتی تھے حروف سب نگیں

تھا رقص کناں دل میں اس کے جذبۂ احرار
دیں دشمنوں کے واسطے یلغار تھا للکار

صدق و صفا کی راہ پہ چلتا رہا مدام
خطبے تھے جس کے رجز ، تھا وہ قادر الکلام

عشق و جنوں بھی نازاں رہا اس کے ذوق پر
لفظوں کو چہرہ دیتا تھا وہ لوحِ شوق پر

حرفوں میں آگ بھرتا تھا ، ایسا خطیب تھا
وہ داستانِ شوق کا بھی عندلیب تھا

مستی میں اپنے فقر کی وہ مست تھا الست
حق گو تھا حق شناس تھا اور تھا حق پرست

وہ دین حق کی دہر میں ہیبت بٹھا گیا
اور قصرِ قادیان کی دیوار ڈھا گیا

جتنے جری دلیر تھے چناب کے نگر
اس کی گرج کے سامنے منقار زیر پر

اس جلو میں حریتِ صبح و شام تھی
لا ریب اُس پہ رحمتِ خیر الانام تھی

لہجہ تھا آبشار سا ، حرف اس کے باوضو
اسلافِ باصفا کی تھا تصویر ہو بہو

راہِ جنوں میں بھائیوں کے رہا وہ ہمرکاب
اور آسمانِ شوق کا بھی تھا وہ آفتاب

کشکول میری آنکھوں کا اشکوں سے بھر گیا
آیا تھا کس نگر سے وہ جانے کدھر گیا

یکتا بھی تھا وہ منفرد اور طرحدار بھی
تھا وہ دوستوں کا دوست اور غم گسار بھی

وہ انتہائے شوق میں جاں سے گزر گیا
ڈھونڈھے ہے اس کو جی مرا جانے کدھر گیا

وہ تو نقیبِ عظمتِ انساں تھا دوستو
ہر حال میں وہ عشق کا عنواں تھا دوستو

شعر و ادب میں یکتا تھا ، بے مثل باکمال
وہ افتخارِ قوم تھا عظمت سے مالامال

محفل میں جب بھی ہوتا تھا وہ محوِ گفتگو
اک نور سا جھلکتا تھا ہر سمت چار سو

اُس کے ضمیر و ظرف میں چندا کی چاندنی
اور سازِ دل پہ جس کے تھی جنوں کی راگنی

تھا بالیقیں اثاثہ وہ تو سارے شہر کا
تریاق تھا وہ حرص و ہوس کے بھی زہر کا

حق گو تھا ، حق پرست ، سراپا نیاز تھا
وہ مردِ باخبر تھا ، فراست نواز تھا

اس شہرِ ناسپاس میں اک دیدہ ور تھا وہ
شعر و سخن کی دنیا میں کامل نظر تھا وہ

تاریکیوں میں تھا وہ کرن آفتاب کی
رحتِ بدن سے آتی تھی خوشبو گلاب کی

اُس کا قدم قدم تھا اک عہد آفریں
لاؤ کہیں سے ڈھونڈھ کے ملتا ہے گر کہیں

موت اُس کی گویا ہم پہ قیامت ہی ڈھا گئی
ہر اہلِ دل پہ جیسے گھٹا غم کی چھا گئی

میرِ شریعتؒ کا تھا وہ فرزندِ ارجمند
شیریں سخن تھا وہ اور نگاہ بھی بلند

بے حال سب کو کر دیا بے جان کر گیا
’’اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا‘‘

وہ کیا گیا جہاں سے وفا ختم ہو گئی
’’صَرصَر کی چوٹ کھا کے صبا ختم ہو گئی‘‘

وہ سو گیا ہے موت کی چادر کو تان کر
’’ڈھونڈھا تھا آسماں نے جسے خاک چھان کر‘‘

ممکن نہیں بیاں ہو کہ وہ کیسا فرد تھا
’’حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا‘‘

خالدؔ وہ ایک شخ تھا عالم میں انتخاب
ہر وصف بے مثال تھا ، ہر بات لا جواب

تربت سے جس کی آتی ہے ہر دم یہی صدا
’’ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما‘‘

☆......☆......☆

پاکستان......اللہ کا انعام

خطاب: حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اُن سے کہا کہ اپنے اللہ سے کہو کہ ہم پر ایسا روزی کا نظام اتار دے کہ ہم زندگی بھراس سے نفع اٹھاتے رہیں اوراپنی معاشی ضرورتیں پوری کرتے رہیں مگر اس میں کمی نہ آئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے انھیں سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا مطالبہ مناسب نہیں۔ تم میری سچائی کی کوئی اور دلیل مانگ لو، حجت تمام نہ کراؤ۔ اِتمام حجت کے بعد تو عذر معذرت کا مسئلہ بھی ختم ہو جائے گا۔ مگر وہ لوگ نہ مانے۔

تب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے جواب دیا کہ تم پر ایسا معاشی نظام نازل کرنا میرے لیے کیا مشکل ہے؟ لیکن ایک بات یاد رکھو! اس ''مائدہ'' کے نزول کے بعد اگر تم نے کفرانِ نعمت کیا تو تمھیں ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا گیا ہوگا۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ[5:112] قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْکُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَکُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ[5:113] قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰیَةً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ [5:114] قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْکُمْ فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ مِنْکُمْ فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ[5:115](المائدہ)

ترجمہ: ''جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرا رب کر سکتا کہ اتارے ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے، بولا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے۔ بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس میں سے اور مطمئن ہو جاویں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا اور رہیں ہم اس پر گواہ۔ کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے، اے اللہ! رب ہمارے اتار ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہماری پہلوں اور پچھلوں کے واسطے اور نشانی ہو تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی سب سے بہتر روزی دینے والا۔ کہا اللہ نے میں بے شک اتاروں گا وہ خوان تم پر، پھر جو کوئی تم میں ناشکری کرے گا اس کے بعد، تو میں اس کو وہ عذاب دوں گا جو کسی کو نہ دوں گا جہان میں''۔

حضرات! پاکستان بن گیا۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ ملک یوں تقسیم نہ ہو، مگر تقسیم ہو گئی، بٹوارہ ہو گیا۔ یہ اللہ کی

نعمت کی طرح ہے، اب اس نعمت کی قدر کریں۔ قوم سے جو وعدے کیے وہ پورے کریں۔ بلاتشبیہ یہ پاکستان سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح مانگا ہوا ''معاشی مائدہ'' ہے۔ اسے حاصل کرنے کے بعد ضروری ہے کہ جو پروگرام تم نے دیا، اسے عملی جامہ پہناؤ۔ وہ اصلاحات کرو جو دوقومی نظریے کے ماتحت تم کرنا چاہتے ہو۔ اگر خدانخواستہ، خدانخواستہ تم نے اپنے وعدے پورے نہ کیے تو یاد رکھو! یہ ملک اور اس کے باسی طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کر دیے جائیں گے۔ تم نہیں رہو گے لیکن تمہاری داستانیں سنا سنا کر لوگ عبرت حاصل کریں گے۔ تم عبرت کا نشان بن جاؤ گے۔

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (النحل، ۱۱۲)

ترجمہ: ''اور بتلائی اللہ نے ایک مثال، ایک بستی تھی چین امن سے چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے، پھر ناشکری کی اللہ کے احسانوں کی، پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ اُن کے تن کے کپڑے ہوگئے بھوک وڈر، بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے۔''

> ایک رائے مسلم لیگ کی تھی، ایک ہماری احرار کی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہماری رائے ہار گئی اور لیگ کی رائے جیت گئی۔
>
> اب پاکستان بن گیا ہے، جنھوں نے پاکستان بنایا، ہم ان سے زیادہ پاکستان کے وفادار بن کے رہیں گے۔
>
> میاں، بیوی میں اس بات پر جھگڑا رہتا کہ بہو کس طرف کی ہو؟ میاں اپنے خاندان سے بہو لانا چاہتا تھا اور بیوی اپنے میکے سے لیکن بیوی اپنے میکے سے بہو لانے میں کامیاب ہوگئی۔ اب بہو، میاں بیوی اور خاندان کی مشترکہ متاع اور عزت ہے۔ اس کی طرف کوئی نگاہ اٹھے گی تو پھوڑ دی جائے گی۔
>
> پاکستان ...... ہماری منزل ہے۔ ہم الگ الگ راستوں سے منزل تک پہنچے ہیں، اس کی حفاظت ہمارا مذہبی وقومی فریضہ ہے۔

اقتباس از خطاب بموقع سالانہ جلسہ خیر المدارس ملتان، ۱۹۵۰ء

(روایت: ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری)

میرے شاہ جی

سمیع اللہ ملک

ان دنوں قصر سفید کے فرعون کے دھمکی آمیز بیانات اور دیگر حرکات کی وجہ سے اقوام عالم کے تمام امن پسند قوتوں میں عجیب ہلچل پیدا کر رکھی ہے اور یوں محسوس ہو رہا ہے کہ کسی بھی وقت ایک ایسی عالمی جنگ کا طبل بجنے والا ہے جو دنیا کو خاکستر کر دے گا۔ بالکل اسی طرح ۱۹۴۷ء تک دنیا بھر میں برطانیہ کے جبروت کا طوطی بولتا تھا۔ برطانوی سلطنت کی وسعت کے پیشِ نظر یہ مثل مشہور تھی کہ اس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا یعنی اگر اس کی نوآبادیات کے ایک حصے میں سورج غروب ہوتا تھا تو دوسرے علاقے میں دن نکل رہا ہوتا تھا۔ برطانیہ نے بھی آزادی پسندوں کو جبر و استبداد، درندگی اور سفاکی کے ہتھکنڈوں سے بالکل اسی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہا جیسا کہ آج کل امریکی استعمار دہشتگردی کا لیبل لگا کر مسلمانوں کی جان و ایمان اور ان کی املاک کے درپے ہے لیکن چشمِ افلاک نے یہ انوکھا نظارہ حیرت و استعجاب کی نظروں سے دیکھا کہ حریت مآب دیوانوں کی قربانیوں کی بدولت فرنگی استعمار کو کہ جس کی زمین پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا، ہندوستان کو نہ صرف آزاد بلکہ پاکستان جیسی معجزہ نما ریاست کا وجود بھی دنیا کے نقشے پر نمودار ہو گیا اور پسپائی کے اس سفر کے بعد دنیا بھر میں تمام نوآبادیات سے سفر آخرت ایسا شروع ہوا کہ آج خود برطانیہ اپنے ہی ملک میں سورج کی کرنوں کا محتاج رہتا ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو کچلنے کے بعد برطانوی استعمار مسلم ہندوستان کے تخت و تاج پر بلاشرکت غیرے براجمان ہوا اور اس نے تحریک آزادی میں شریک علماء مجاہدین طلباء اور عام شہریوں کو لاکھوں کی تعداد میں موت کے گھاٹ اتارا۔ قید، نظر بندی، ظلم اور درندگی کے شرمناک مظاہروں کے ذریعے انگریز نے ہندوستانی عوام پر اپنی دہشت و فرعونیت کی دھاک بٹھا دی لیکن ان عذاب لمحوں میں بھی کچھ ایسے بچے کھچے غیرت مند ہندوستانی مسلمان مجاہد باقی تھے کہ جنہوں نے برطانوی استعمار کے آگے سرنگوں ہونے سے انکار کیا اور اپنے خون سے آزادی کے گل ہوتے چراغ کو روشن رکھا۔ ''میرے شاہ جی'' حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اُن ہی عزم و ہمت کے پالے مجاہدین آزادی کے باغیرت جانشین تھے جنہوں نے ہندوستان کی دھرتی پر انگریز کے تسلط کو مسترد کرتے ہوئے ''ان الحکم الا للہ'' کا نعرۂ رستاخیز بلند کیا اور اس پرعزیمت راہ میں ہر صعوبت و آزمائش کو جھیلنے کا عزم نو کیا۔

حیرت ہوتی ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے نہتے اور بے وسیلہ مجاہدین آخر کس مٹی سے بنے تھے کہ وہ انگریزی استبداد کے مصائب و آلام، دار و رسن اور ظلم و سفاکی کا مردانہ وار مقابلہ کرتے اور اس کے نتیجے میں اپنی ناتواں جانوں پر ہر ظلم کا وار سہتے مگر آزادیٔ وطن کی خاطر کسی بھی کڑی آزمائش کو لبیک کہنے سے باز نہ آتے تھے جبکہ آج تمام تر وسائل اور ایٹمی قوت رکھنے کے باوجود ہمارے قومی رہنما اور اقتدار کے رسیا امریکا کے سامنے تھر تھر کانپتے دکھائی دیتے ہیں۔ ڈرون حملے نہتے شہریوں کو خاک و خون میں نہلاتے ہیں مگر صاحبِ اقتدار آنکھیں رکھنے کے باوجود نابینا ہیں، کان ہیں مگر بہرے ہیں۔ دراصل قومی غیرت اور دینی حمیت ہی قوموں کو سر اٹھا کر جینے کا شعور دیا کرتی ہے جس کے آگے بڑی

سی بڑی طاقتیں خاکِ راہ ہو جاتی ہیں۔ دراصل یہی وہ جوہر ایمانی تھا جس نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے غیور مجاہدِ آزادی میں بے خوفی، دلیری، جرأت و بہادری جیسی انمول صفات پیدا کیں اور وہ سلطنتِ برطانیہ کے خلاف سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ اپنی جوانی، سکون و راحت۔ آسائش و آرام کو آزادیٔ وطن کیلئے تج دیا، صعوبتوں کو مجاہدانہ وار برداشت کیا مگر کبھی انگریز کی رعونت کو خاطر میں نہ لائے۔

واقعہ جلیانوالہ باغ (۱۹۱۹ء) سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سیاسی زندگی کا نقطہ آغاز ثابت ہوا۔ سفاک جنرل ڈائر نے جب سینکڑوں بے گناہ ہندوستانیوں کے سینے چھلنی کر دیئے تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے دل میں حکومت برطانیہ کے متعلق نفرت کے شدید جذبات پیدا ہو گئے، رہی سہی ترکی کے مسلمانوں پر انگریز کی وحشت و بہیمت نے نکال دی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہندوستان کے صفِ اوّل کے رہنماؤں کے ہمراہ تحریک خلافت کے برگ و بار اٹھانے میں مصروف ہو گئے۔ برطانوی استعمار کی اس مخالفت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے دینی اصولوں کو بنیاد بنایا۔ وہ انگریز کو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن سمجھتے تھے کیونکہ وہ انگریزوں کی اسلام کے خلاف سازشوں کا ادراک اور مسلمانوں پر پے در پے ان کی خنجر آزمائی کا بچشم خود مشاہدہ کر چکے تھے۔ تحریک خلافت کے دوران سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی بے مثال ساحرانہ خطابت کے ذریعے ہندوستان بھر میں برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کی آگ بھڑکا دی تھی مثلاً صرف ضلع گجرات میں ہی انہوں نے تن تنہا پانچ سو خلافت کمیٹیاں قائم کر کے پورے ضلع کو آتش جوالہ بنا کر رکھ دیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کے معرکے کے بعد تحریک خلافت ہی وہ ملک گیر احتجاجی سلسلہ تھا جس نے تمام ہندوستانیوں کو بلاتفریق مذہب ایک لڑی میں پرو دیا اور ان کے رگ و پے سے غیر ملکی حکمرانوں کا رعب و دبدبہ نکال کر رکھ دیا تھا جس کے لیے دیگر رہنماؤں کے شانہ بشانہ بنیادی کردار سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا تھا جو ہماری ملی تاریخ کا ایک ایسا روشن باب ہے کہ جس پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

۳ر ستمبر ۱۹۳۹ء کو جنگ عظیم دوم کا آغاز ہوا تو ہندوستان کی تمام سیاسی جماعتیں انگریز سے تعاون یا اس کی مخالفت کرنے کے بارے میں اس وقت تک کسی فیصلہ پر پہنچ نہ پائی تھیں لیکن سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی جماعت مجلس احرار ہندوستان میں واحد سیاسی جماعت تھی جس نے معروف انگریز مصنف ڈبلیو سے اسمتھ کے الفاظ میں ''اس جنگ کو سامراجی جنگ قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف پہلی آواز بلند کی'' اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ کے اجراء کا اعلان کیا اور احرار کے کوہ ہمت رہنماء و کارکن ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کی دھجیاں اڑاتے ہوئے جیلوں کو آباد کرنے لگے۔ مجلس احرار نے فوجی بھرتی کی مخالفت میں ملک کے دیگر علاقوں کے ساتھ ساتھ پنجاب کو بالخصوص اپنی جنگ مخالف سرگرمیوں کا مرکز بنا لیا تھا۔

پنجاب انگریزوں کے لیے ''بازوئے شمشیر زن'' کا درجہ رکھتا تھا اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بقول: ''پنجاب کے بعض اضلاع کی مائیں فرنگیوں کے لیے ہی بچے جنا کرتی تھیں۔'' یہی صورتحال دیگر صوبوں میں بھی کم و بیش موجود تھی۔ بہر حال غلامی کے خمیر میں گندھے ہوئے اس خطے میں انگریز کی مخالفت کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا لیکن سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے بہادر رفقاء نے آزادیٔ ہند کے لیے جان کی بازی لگا دی کیونکہ ان کے نزدیک ہندوستان کی آزادی سے برطانیہ کے لیے اپنی نوآبادیات پر زیادہ دیر تک قبضہ برقرار رکھنا ممکن نہ رہ سکتا تھا اور جس کی بدولت جزیرۃ

العرب کا آزاد ہونا یقینی تھا لہٰذا انہوں نے اپنی تمام تر قوت ہندوستان کی آزادی کے لیے جھونک ڈالی۔ اپریل ۱۹۳۹ء کو پشاور میں آل انڈیا پولیٹیکل احرار کانفرنس منعقد کی گئی جس میں مجلس احرار کے بانی رہنماء اور مفکر چوہدری افضل حق مرحوم نے جنگ عظیم دوم کے چھڑنے کی پیشگوئی کی تھی اور انگریز پر کاری ضرب لگانے کے لیے اپنی مستقبل کی پالیسی کا اعلان کیا تھا۔

اسی کانفرنس میں طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق ہی جنگ شروع ہونے کے صرف ایک ہفتہ بعد مجلس احرار اسلام کی مجلس عاملہ نے برطانوی استعمار کو فوجی بھرتی نہ دینے کی تاریخی قرارداد منظور کی تھی۔ اس قرارداد کی روشنی میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے عظیم رفقائے کار نے ہندوستان کے ہر مقام کے دورے کرنے کے علاوہ پنجاب کے فوجی بھرتی کے حامل اہم اضلاع سرگودھا، میانوالی، گجرات، اٹک، جہلم، راولپنڈی وغیرہ میں اپنی تقاریر میں فوجی بھرتی نہ دینے کا درس دیا جس کے نتیجے میں دورہ کے اختتام پر انگریز اور اس کے کاسہ لیس سرسکندر حیات کی یونینسٹ حکومت نے بوکھلا کر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو گرفتار کرکے ان پر رعایا کو حکومت کے خلاف بغاوت پر اکسانے کا مقدمہ دائر کیا جس کی سزا پھانسی سے کم نہ تھی اور یہی انگریز اور اس کے ایجنٹوں کا مقصود تھا لیکن حکومتی مشینری کی تمام تر پشت پناہی کے باوجود عدالت میں سی آئی ڈی کے سرکاری رپورٹر لدھا رام کی صاف گوئی نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے حق میں پانسہ پلٹ دیا اور وہ ۷ جون ۱۹۴۷ء کو باعزت بری ہو گئے۔ اس موقع پر جرمنی کے مختلف شہروں میں ہوائی جہاز کے ذریعے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تصاویر گرائی گئیں جس پر تحریر تھا کہ ہندوستان کا سب سے بڑا باغی جسے برطانوی حکومت ہر حالت میں پھانسی پر لٹکانا چاہتی تھی، وہ باعزت بری ہو گیا۔

غرض یہ کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے انگریز استبداد کے تناور شجر کی جڑوں کو کاٹنے والی تحریک میں ہراول دستہ کا کردار ادا کیا اور انہوں نے خود دسیوں تحریکیں چلائیں۔ اللہ نے انہیں خطابت کا بے تاج بادشاہ بنایا تھا اور انہوں نے اپنی اس بے نظیر صلاحیت کے ذریعے ہندوستان کے لاکھوں افراد کے قلوب و اذہان سے انگریزی حاکمیت کا خوف کھرچ ڈالا اور انہیں آزادی کے مفہوم و معنی سے آشنا کر کے انہیں تحریک آزادی میں شمولیت پر آمادہ کیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی انگریزی استعمار سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ نجی محفل ہو یا اجتماع عام، ان کے ''لعنت بر پدر فرنگ'' کے نعرۂ رستاخیز سے در و دیوار کانپ اٹھتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے:

> ''میں ان سؤروں کا ریوڑ چرانے کو بھی تیار ہوں جو برٹش امپیریلزم کی کھیتی ویران کرنا چاہیں۔ میں کچھ نہیں چاہتا، میں ایک فقیر ہوں، اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر کٹ مرنا چاہتا ہوں اور اگر کچھ کرنا چاہتا ہوں تو اس ملک سے انگریز کا مکمل انخلاء میری دو ہی خواہشیں ہیں۔ میری زندگی میں یہ ملک آزاد ہو جائے یا پھر میں تختۂ دار پر لٹکا دیا جاؤں۔ میں ان علمائے حق کا پرچم لیے پھرتا ہوں جو ۱۹۵۷ء میں فرنگیوں کی تیغ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ ربِّ ذوالجلال کی قسم: مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ لوگوں نے پہلے ہی کب سرفروشوں کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے؟ وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشہ دیکھنے کے عادی ہیں۔ میں اس سرزمین پر مجدّد الف ثانی کا ادنیٰ سپاہی ہوں، شاہ ولی اللہ اور خاندان ولی اللہ کا مبلغ ہوں، سید احمد شہید کا نام لیوا اور شاہ اسماعیل شہید کی جرأت کا پانی دیوا ہوں۔ اُن پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابہ زنجیر علمائے امت کے لشکر کا ایک خدمت گزار ہوں جنہیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں۔ ہاں! ہاں، میں انہیں کی نشانی ہوں، انہی کی

بازگشت ہوں۔ میری رگوں میں خون نہیں، آگ دوڑتی ہے۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ قاسم نانوتوی کا علم لیکر نکلا ہوں۔ میں نے شیخ الہند کے نقشِ قدم پر چلنے کی قسم کھائی ہے۔ میں زندگی بھر اس پر چلتا رہا ہوں اور اسی راہ پر چلتا رہوں گا، میرا اس کے سوا کوئی مؤقف نہیں، میرا ایک ہی نصب العین ہے، برطانوی سامراج کی لاش کو کفنانا اور دفنانا۔''

خطابت کے میدان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا ایسا تہلکہ تھا کہ کئی غیر مسلم ان کی تقریر سن کر مسلمان ہو گئے اور حاضر جواب ایسے کہ ایک مرتبہ ایک مخالف نے الزام لگاتے ہوئے سوال کیا کہ حضرت آپ انگریز کو ''شو'' تماشہ دکھاتے ہیں، آپ نے فی البدیہہ جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں انگریز کو ''شو'' نہیں بلکہ اپنا ٹوٹا ہوا ''شو'' (جوتا) دکھاتا ہوں۔ ایک مخالف نے پوچھا کہ ''زندگی کیسی گزری؟'' آپ نے جواب دیا کہ آدھی جیل میں اور آدھی ریل میں! ایک شخص کہنے لگا کہ شاہ جی! کیا مردے سنتے ہیں؟ تو فوری مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ بھائی میری بات تو زندہ نہیں سنتے مردہ کی کیا بات کریں۔ ایک دفعہ علی گڑھ پہنچے، بعض طلباء نے شاہ صاحب کو تقریر نہ کرنے کا پہلے سے پروگرام بنا رکھا تھا۔ شاہ صاحب جونہی اسٹیج پر پہنچے تو طلباء نے شور مچانا شروع کر دیا۔ شاہ صاحب نے بڑی نرمی اور عاجزی سے طلباء سے کہا کہ میری ایک بات سنو۔ میں بہت لمبا سفر کر کے آپ سے ملنے کے لیے آیا ہوں چلو قرآن کا ایک رکوع ہی سن لو تو طلباء کی اکثریت نے رضامندی کا اظہار کر دیا۔ شاہ صاحب نے انتہائی دلسوزی سے جب قرآن پڑھنا شروع کیا تو گویا مجمع دم بخود ہو گیا۔ جب تلاوت ختم کی تو فرمایا کہ اس رکوع کا ترجمہ بھی سن لو۔ طلباء قرآن سن کر اس قدر مسحور و مبہوت تھے کہ شاہ صاحب نے دو گھنٹے تک خطاب فرمایا اور وہی طلباء شاہ صاحب سے اپنے ناروا سلوک پر اپنی ندامت کا اظہار کر رہے تھے۔

ربّ ذوالجلال نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قربانیوں کا صلہ ان کو دنیا میں بھی دیا کہ انہوں نے انگریز کو ملک چھوڑتے دیکھا اور ہندوستان ۱۹۴۷ء کو فرنگی کے پنجہ استبداد سے آزاد ہو گیا۔ ہندوستانی عوام نے غلامی کے منحوس سائے چھٹ جانے کے بعد آزاد فضاؤں میں سانس لیا۔ احرار رہنماؤں کی نگاہِ بصیرت کے عین مطابق ہندوستان کی آزادی کے بعد برطانیہ کی اپنی نوآبادیوں پر گرفت ڈھیلی پڑنی شروع ہوگئی اور ایک ایک کر کے اسلامی ممالک آزاد ہوتے چلے گئے۔ اگر ہندوستان آزاد نہ ہوتا تو عالم اسلام کی غلامی کا دور جانے کتنا طویل ہو جاتا! بلاشبہ یہ کارنامہ ہندوستان کی حریت پسند جماعتوں اور بالخصوص احرار کے قائد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے زعماء کے سر ہے جنہوں نے غلامی کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں حریت فکر و عمل کے چراغ روشن کیے اور ملت اسلامیہ کو آزادی کی بہاروں سے سرفراز کرنے میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری جن کٹھن حالات میں ناگریز استعمار سے نبرد آزما ہوئے، ان جاں گسل حالات کے تصور سے ہی دل بیٹھ جاتا ہے۔ عہدِ حاضر میں دنیا بھر کے مسلمان جن پرآشوب حالات میں مبتلا ہیں اور جس طرح امریکی استعمار کی چیرہ دستیوں کے نرغے میں آئے ہوئے ہیں، اِس صورتحال میں عالم اسلام کے رہنماء اور حکمران اپنے وسائل کا استعمال کرتے ہوئے امریکا کی دہشتگردی کے خلاف ڈٹ جانے کی بجائے جس کوتاہ ہمتی اور بزدلی کے ساتھ امریکا پر ہی تکیہ کرتے ہوئے اس کی فرعونیت کے آگے جھکتے چلے جا رہے ہیں اور اپنے ساتھ ملت اسلامیہ کو اندھیروں کی منزل کا راہی بنا رہے ہیں، اسے دیکھتے ہوئے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے مردِ مجاہد کی یاد تڑپا کر رکھ دیتی ہے کہ جنہوں نے موجودہ حالات سے کئی گنا بدتر حالات میں بھی برطانوی امپریلزم کا جی داروں کی طرح مقابلہ کر کے انہیں ہندوستان سے

چلتا کیا تھا۔ آج سے ۶۶ برس قبل امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنے فرزند حضرت مولانا سید ابوذر بخاری کو جو نصیحت فرمائی تھی اسے آج بھی پیش نظر رکھتے ہوئے پاکستان اور عالم اسلام کے استحکام، تعمیر و ترقی اور اپنی قوم کی تربیت کی بنیادیں استوار کی جاسکتی ہیں۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا:

''میں نے پوری دنیا کی تاریخ اور حالات پر غور کیا تو مجھے تاریخ انسانیت میں خدا، رسول، امت رسول اور پوری دنیا کے سچے مسلمانوں کا فرنگی سے بڑھ کر اور اس سے بدتر کوئی دشمن نظر نہیں آیا۔ فرنگی یا اس کا کوئی دوست غلافِ کعبہ کا لباس پہن کر اور چوبیس گھنٹے زم زم سے غسل کر کے باوضو اور مطہر رہنے والا بھی اس شکل میں تمہارے پاس آئے، اگر میرے تخم میں سے ہو اور حلالی ہو تو اس پر کبھی اعتماد نہ کرنا۔ تم نہیں جانتے: عدو اللہ، عدو رسول اللہ، عدو القرآن، عدو المسلمین، عدو الاسلام والدین فرنگی سے بڑھ کر نہ کائنات میں ہوا، نہ اب ہے، نہ آئندہ کبھی ہوگا۔''

قیام پاکستان کے بعد شاہ جی حکمرانوں کی وعدہ خلافی اور دین مخالف روّیوں سے بہت آزردہ دل تھے۔ کسی نے سوال کر دیا: شاہ جی! کیا آپ اب ان حکمرانوں کے خلاف جدوجہد کریں گے؟ فرمایا ''بھائی سب کچھ قصہ ماضی بن چکا، ہم تو عمر کے عہدِ آخر میں ہیں، بڑھاپا شروع ہو کر جوان ہو چکا ہے، بالوں میں سپیدی آ گئی ہے، سفر ایک تھا، منزلیں کئی، بعض منزلوں پر رکنا پڑا، بعض جگہ ٹھہرنا پڑا، کچھ دیر ستائے، تلووں کو سہلایا۔ آہوں اور کانٹوں میں معانقہ ہو چکا تو چلنے لگے، پھر چلتے ہی رہے، حتیٰ کہ ایک رات بیت گئی، دن چڑھا سورج نے شعاعوں کا چمن آراستہ کیا، غنچوں کا چہرہ مسکرا اٹھا، آنکھ اٹھا کر دیکھا تو گردوپیش وہی رات کا سناٹا تھا۔

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ۱۹۴۴ء میں مجلس احرار کے جلسے میں اپنے خطاب میں اپنے ساتھیوں کی ہمت بندھاتے ہوئے فرمایا: ''حضرت آدم علیہ السلام سے پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی ایسا نبی نہیں آیا ہے جس نے اپنی تعلیمات میں جلا پیدا کرنے کے لیے اپنے دور کے کسی انسان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہو کیونکہ نبی اور رسول براہِ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں۔ نبی کی اللہ تعالیٰ خود رہنمائی فرماتے ہیں۔ انبیاء کرام بہت بہادر بھی ہوتے ہیں اور معصوم بھی۔ آپ انبیاء علیہم السلام کے احوال پر نگاہ ڈالیے، جو نبی دنیا میں تشریف لاتا ہے، اس کے ایک ہاتھ میں الہام الٰہی کی کڑکتی بجلیاں ہوتی ہیں اور دوسرے ہاتھ میں تلوار جو کاشانۂ باطل پر برق بن کر گرتا ہے۔ اس کے جلو میں سمندروں کا شور اور طوفانوں کا زور ہوتا ہے۔ اس کی رفتار فرمانرواؤں کا دل دھڑکا دیتی ہے اور اس کی ایک للکار سے کائنات کا دل دہل جاتا ہے۔''

جو چٹانوں میں راہ کرتے ہیں، منزلیں ان کو راہ دیتی ہیں
اہل ہمت کے آشیانوں کو، بجلیاں بھی پناہ دیتی ہیں

قادیانی سازشیں

نوید مسعود ہاشمی

قادیانیوں نے اپنی مذموم سرگرمیوں کو صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں کر رکھا۔ بلکہ دنیا بھر میں اِسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع قادیانی ہاتھ سے جانے نہیں دے رہے۔ مصر سے آنے والی اِطلاعات کے مطابق قادیانی لابی وہاں کھلے عام مسلمانوں میں اِرتداد پھیلانے میں مصروف ہے، قاہرہ میں واقع دنیا کی سب سے بڑی اِسلامی یونیورسٹی جامعہ الازہر پر بھی قادیانی، یہودی مدد کے بل بوتے پر قبضہ کرنے کی کوشش میں ناکام ونامراد ہو چکے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہودی اداروں نے بھاری سرمایہ لگا کر طلباء میں فکری اِنحراف، گمراہی اور اِرتداد کو فروغ دینے کے لیے اپنے وفادار قادیانی شتونگڑوں کی خدمات لے کر جامعہ الازہر کو اپنی مذموم سرگرمیوں کا مرکز بنانے کی کوششیں کی تھیں مگر ''جامعہ'' کے پریذیڈنٹ نے بروقت اِقدام کر کے اسلامی دنیا کی اس بڑی یونیورسٹی کو قادیانیت کے پھیلاؤ کا مرکز بننے سے بچالیا۔ یاد رہے کہ جامعہ الازہر نے مئی 1963ء میں قادیانیوں کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تھا...... جبکہ 2009ء میں جامعہ الازہر کی درخواست پر مصری حکومت نے قادیانیوں کا لٹریچر بھی ضبط کیا تھا۔ سنا ہے کہ برطانیہ نے ملعون مرزا طاہر کے داماد کو عراق اور شام میں عسکری تنظیموں کی سرگرمیوں کی تحقیقاتی کمیشن کی سربراہی سونپنے کے ساتھ ساتھ برطانوی مذہبی آزادی کے امور کے لیے خصوصی نمائندہ بھی ایک قادیانی ''لارڈ احمد'' کو مقرر کیا ہے۔

امریکا اور برطانیہ چونکہ پاکستانی حکمران، سیاسی مافیاء کے ''وطن اصلی'' ہیں اس لیے ہماری کیا مجال کہ ہم ان کے خلاف کچھ لکھیں لیکن اس رپورٹ کا کیا کیا جائے کہ جس میں کہا گیا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے عرب ممالک میں مسلمانوں کے مذہبی عقائد کو بگاڑنے کی ذمہ داریاں ملعون قادیانی گروہ کو سونپ دی ہیں۔

الجزائر ایک ایسا اہم اسلامی ملک ہے کہ جس میں قادیانیوں پر علانیہ پابندی عائد ہے، الجزائر کے حکام نے 2016ء میں ملک میں قادیانیت کے خلاف باقاعدہ آپریشن شروع کیا تھا اور الجزائری انٹیلی جنس اور سیکورٹی اداروں نے قادیانیوں کو الجزائر کی قومی سلامتی کے لیے خطرہ قرار دیا تھا، لارڈ احمد نامی قادیانی جو کہ برطانیہ میں مذہبی آزادی امور کا نگران ہے باقاعدہ طور پر الجزائری حکام پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ الجزائر میں قادیانی مخالف مہم ختم کر کے وہاں قادیانیوں کو اپنی تبلیغی اور ارتدادی سرگرمیوں کی کھلی چھوٹ دی جائے۔

رپورٹ کے مطابق برطانیہ کا قادیانی وزیر الجزائر میں ہم جنس پرستی کی لعنت کی بھی کھلی تائید اور حمایت کر رہا ہے امریکہ اور برطانیہ کی اشیرباد اور مکمل سرپرستی کے بعد صرف الجزائر ہی نہیں بلکہ دیگر عرب ممالک میں بھی قادیانی اپنی مذموم

سرگرمیوں میں مصروف ہیں، امریکہ تو اس حوالے سے ایک اور خطرناک کام بھی وقوع پذیر کر چکا ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق امریکی حکومت نے نیویارک میں ایک قدیم شاہراہ کا نام بدل کر قادیانیوں کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ قادیانی مرکز کے سامنے سے گزرنے والی شاہراہ پر ''احمدیہ وے'' کی تختی نصب کر کے امریکہ میں مقیم لاکھوں مسلمانوں کی دل آزاری کی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق امریکہ میں موجود اسلامی تنظیموں کے نمائندوں نے اس عمل کو انتہائی خطرناک قرار دیتے ہوئے نیو یارک بلدیہ سے درخواست بھی کی تھی اس طرح کی زیادتی نہ کی جائے لیکن بلدیہ نیویارک والوں نے مسلمانوں کی آواز پر کان دھرنے کی بجائے فتنہ پرور قادیانی گروہ کو ترجیح دی۔

دوسری جانب عرب میڈیا نے کچھ تصویریں شائع کی ہیں جن میں امریکہ کے مختلف علاقوں میں قادیانی کمیونٹی کی جانب سے بڑے بڑے سائن بورڈ لگائے گئے ہیں جن پر انتہائی گمراہانہ، شرانگیز اور شرکیہ نوعیت کی پیشن گوئیاں تحریر کی گئی ہیں۔ غرضیکہ امریکا اور برطانیہ اپنے لے پالک دجالی قادیانی گروہ کی دامے، درمے، سخنے مدد تو کر ہی رہے تھے اب انہوں نے اس گستاخ ٹولے کی کھلم کھلا حمایت شروع کر دی ہے۔

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ بھی لگتا ہے کہ مشکوک ''عیسائی'' ہے۔ ورنہ اگر اصل ''عیسائی'' ہوتا تو اسے معلوم ہونا چاہیے تھا مرزا غلام قادیانی لعنتی تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بھی گستاخ تھا۔ برطانیہ کے عیسائی ہوں یا امریکہ کے عیسائی اگر ان کا واقعی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر اعتماد ہے تو ان سے میری گزارش ہے کہ وہ دجال قادیانی شتونگڑوں سے بچیں اس لیے کہ یہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی نہیں بلکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بھی گستاخ ہیں۔

یقیناً مسلمانوں کے اجتماعی عقیدے پر حملے کے لیے، فرنگی سامراج نے قادیانیوں کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا تھا اور اب تک کرتا چلا آرہا ہے۔ لیکن فکر کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ قادیانیوں کے ''زہر'' سے امریکا اور برطانیہ کے عیسائی بھی بچ نہیں سکیں گے، جس طرح دفعہ 302 کسی کاغذ پر لکھ کر وہ کاغذ ہرے بھرے درخت کی شاخ پر لٹکا دیا جائے تو 302 کی نحوست سے وہ ہرا بھرا درخت چند ہی دنوں میں سوکھ جائے گا۔ ایسے ہی بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ منکرین ختم نبوت یعنی قادیانی ٹولے کی نحوست ہے۔

نیویارک میں ''احمدیہ وے'' کی تختی نصب کرنے سے قادیانی نحوست ختم نہیں ہوسکتی بلکہ ٹرمپ اگر ''امریکا'' کا بھی نام بدل کر قادیانی دجال کے نام پر رکھ دے تب بھی مسلمانوں کو نہیں بلکہ فرق امریکیوں کو ہی پڑے گا اس لیے کہ امریکہ کی بربادی کا لمحۂ منتظر آنے میں جتنے دن بچے ہیں وہ قادیانی نحوست کی بدولت جلد لپٹ جائیں گے۔

منہاجِ نُبوّت اور مرزا قادیانی

قسط:۸

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

معیار نمبر۲۴: انبیاء اپنے دعویٰ کی بنیاد کسی پہلے نبی کی وفات پر نہیں رکھتا:

جب سے یہ کائنات بنی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ شروع ہوا ہے، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی سچے نبی نے اپنے صداقت کی بنیاد پہلے نبی کی وفات پر رکھی ہو اور کہا ہو کہ چوں کہ فلاں نبی فوت ہو چکے ہیں اس لیے میں نبی ہوں۔ معلوم ہوا کہ ایسا دعویٰ کرنا معیارِ نبوت بن ہی نہیں سکتا۔ مرزا غلام احمد کی عجیب منطق ہے کہ پہلے اس نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی وفات کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اس لیے میں نبی ہوں۔ مزید تجزیہ سے پہلے مرزا قادیانی کی چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اس (اللہ تعالیٰ) نے مجھے بھیجا ہے اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔

(ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد 21 ص 495)

۲۔ ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی حَکَم ہوں۔ (تحفہ الندوہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 97)

۳۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ (تحفہ الندویہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 97)

۴۔ خدا نے مجھ پر مسیح ابن مریم کی وفات ثابت کی ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 190 طبع جدید)

۵۔ میرے دعویٰ کی شرطِ صحت وفاتِ مسیح ابن مریم ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 216 طبع جدید)

۶۔ وفاتِ مسیح کا عقیدہ آج تک مخفی رہا۔ (ملفوظات جلد چہارم ص 631 طبع جدید)

۷۔ صرف مابہ النزاع حیات مسیح ہے اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے۔

(روحانی خزائن جلد 5 ص 339)

تجزیہ:

مرزا قادیانی نے ابتداء میں دعوائے مسیحیت کی آڑ میں دعوائے نبوت کیا اور لکھا کہ مسیح موعود نبی ہوگا اس لیے میں نبی ہوں۔ گزشتہ سطور سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک اس کا دعوٰی مسیحیت، وفات مسیحؑ کے دعوٰی پر مبنی ہے اور مرزا قادیانی کے دونوں دعوے باطل ہیں اور بناء الفاسد علی الفاسد کا مصداق ہیں۔

مرزا قادیانی کے دعوائے وفات مسیح کے ابطال کے لیے اس کی اپنی ہی درج ذیل تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 ص 197)

۲۔ ہائے افسوس کیا لوگ نہیں جانتے کہ مسیح آسمان سے تمام علوم کے ساتھ اترے گا اور وہ زمین سے کچھ نہ لے گا انہیں کیا ہوا کہ وہ نہیں سمجھتے۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص 409)

۳۔ صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 ص 142)

۴۔ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا انہی حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور امتی بھی۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 ص 31)

۵۔ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرے مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ (توضیح مرام روحانی خزائن جلد 23 ص 542)

معیار نمبر ۲۵: انبیاء کرام اخلاق میں کامل ہوتے ہیں:

حضرات انبیاء کرام اخلاق میں کامل ہوتے ہیں۔ اخلاق کسی بھی شخصیت کے کردار کا آئینہ ہوتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے اخلاق عالیہ کی خود اللہ تعالیٰ جل شانہ نے گواہی دی ہے۔ **وانک لعلیٰ خلق عظیم** (القلم: 4) ترجمہ: بے شک آپ ﷺ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔

اچھے اخلاق کی متعدد قسمیں ہیں مثلاً صبر و تحمل، شیریں زبانی، زہد، قناعت، شجاعت، سخاوت، ذوق عبادت، حسن معاشرت وغیرہ۔

اچھے اخلاق والا شخص کسی سے نازیبا گفتگو نہیں کرتا فحش الفاظ استعمال نہیں کرتا۔ غصہ میں آکر گالیاں نہیں دیتا، مخالفین کو برے القابات سے نہیں پکارتا اس لیے کہ یہ تمام امور اخلاق کے خلاف ہیں۔

مرزا قادیانی پر ہمارا الزام یہ ہے کہ:

۱۔ وہ نازیبا گفتگو کرتا تھا۔ ۲۔ فحش گوئی کا عادی تھا۔

۳۔ غصہ میں آکر مخالفین کو گالیاں دیتا تھا۔ ۴۔ مخالفین کو برے القابات سے نوازتا تھا۔

اگر یقین نہ آئے تو درج ذیل حوالہ جات کے مطالعہ کے بعد معیار نمبر 29 کی بحث بھی بغور پڑھیں۔ **واللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل.**

مرزا قادیانی کی غیر اخلاقی تحریروں کے چند نمونے:

۱۔ جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے؟ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ باقی نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔ (انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 ص 337)

۲۔ دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لیے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں اے مردار خور مولویو اور گندی روحو! تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لیے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔ اے اندھیرے کے کیڑو! (انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 ص 305)

۳۔ اس پیش گوئی کی تکذیب میں پادریوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔ عبدالحق اور عبدالجبار غزنویاں وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی نجاست کھائی۔ (انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 ص 329)

۴۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم لعن اللہ تعالی الف الف مرۃ (ان پر خدائی لعنت کے دس جوتے برسیں) اے پلید دجال! پیشگوئی تو پوری ہوگئی لیکن عجب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔
(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 ص 330)

۵۔ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔
(نجم الھدیٰ روحانی خزائن جلد 14 ص 53)

۶۔ اب جو شخص ۔۔۔۔۔زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ (انوار اسلام روحانی خزائن جلد 9 ص 31)

۷۔ آریوں کا پرمیشر (خدا) ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 ص 114)

معیار نمبر ۲۶: انبیاء کرام مسکرات سے دور رہنے کی تعلیم دیتے ہیں:

حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کا نشہ آور چیزوں سے قریب ہونا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا نہ صرف وہ خود دور رہتے ہیں بلکہ اپنی امتوں کو بھی دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ نشہ آور چیزوں سے ممانعت کے متعلق آنحضرت ﷺ کے فرمودات سے کتب حدیث بھری پڑی ہیں۔ نبی کا مقام تو بہت بلند ہے ایک عام درجہ کا مومن بھی نشہ آور اشیاء استعمال نہیں کرتا اور ان اشیاء کو استعمال کرنے والا نیک مومن نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی اگر نبی ہوتا تو ان نشہ آور اشیاء سے دور رہتا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مختلف امراض کے لیے دوائیں تیار کرتا تھا اور افیون ان دواؤں کا اہم جزو ہوتی تھی۔ یقین نہ آئے تو قادیانی تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔

افیون اور بھنگ کا استعمال:

ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے سل ودق کے مریض کے لیے ایک گولی بنائی تھی اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون، بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لیے اور جان بچانے کے لیے ممنوع چیز بھی جائز ہوجاتی ہے۔
(سیرت المھدی، جلد سوم، ص: 111 روایت نمبر 655 طبع قدیم)

مرزا قادیانی کے زیر استعمال ادویات:

ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مفصلہ ذیل ادویات حضرت مسیح موعود ہمیشہ اپنے صندوق میں

رکھتے تھے اور انہی کو زیادہ استعمال کرتے تھے انگریزی ادویہ میں کونین ایسٹین سیرپ، ارگٹ وائیم اپی کاک، کوکا اور کولا کے مرکبات، سپرٹ ایمونیا، بید مشک، سٹرنس وائن آف لاڈ لور آئل، کلوروڈین کا کل پن سلفیورک ایسڈ ایرومیٹک سکاٹس ایملشن رکھا کرتے تھے اور یونانی میں سے مشک، عنبر، کافور، ہینگ جدوار اور ایک مرکب کہ جو خود تیار کیا تھا یعنی تریاق الٰہی رکھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہینگ غرباء کی مشک ہے اور فرماتے تھے افیون میں عجیب وغریب فوائد ہیں اس لیے اسے حکما نے تریاق کا نام دیا ہے، ان میں سے بعض دوائیں اپنے لیے ہوتی تھیں اور بعض دوسرے لوگوں کے لیے۔ کیونکہ اور لوگ بھی حضور کے پاس دوا لینے آیا کرتے تھے۔ (سیرت المھدی جلد سوم ص 284 روایت نمبر 929 طبع قدیم)

مرزا محمود کا اعتراف:

حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) کو حضور چھ ماہ سے زائد عرصہ تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امرض کے دوران استعمال کرتے رہے۔ (روزنامہ الفضل قادیان 19 جولائی 1929ء)

ٹانک وائن کے لیے خط:

محبی اخویم حکیم محمد حسین سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے، والسلام مرزا غلام احمد (خطوط امام بنام غلام ص 5 از حکیم محمد حسین قریشی)

نسخہ زد جام عشق:

مرزا قادیانی نے قوت باہ کے لیے ایک یونانی مرکب تیار کیا تھا جس کے درج ذیل اجزاء تھے زعفران، دارچینی، جائفل، افیون، مشک، عقرقرحا شنگرف، قرنفل یعنی لونگ۔ (سیرت المھدی حصہ سوم ص 50-51 روایت نمبر 569 طبع قدیم)

مسٹر جی ڈی کھوسلہ کا فیصلہ:

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا ایک ٹانک استعمال کرتا تھا جس کا نام پلومر کی ٹانک وائن تھا اور ایک دفعہ پر اس نے اپنے ایک دوست کو لکھا کہ وہ لاہور سے اسے خرید کر بھیج دے دوسرے ایک یا دو خطوط میں یاقوتی کا ذکر ہے موجود مرزا (بشیر الدین محمود) نے خود اعتراض کیا ہے کہ اس کے باپ نے پلومر کی ٹانک وائن ایک دفعہ استعمال کی تھی اور وہ ایک ایسا انسان تھا جسے رنگین مزاج کہہ سکتے ہیں۔ (روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 15 جون 1935ء)

بھنگ، افیون، شراب بہن بھائی ہیں:

بات یہ ہے کہ شراب اور اس کے بہن بھائی (بھنگ افیون) ایسی خراب شے ہیں کہ ان سے مٹی پلید ہوتی ہے مگر پھر وہ مذہب کیسے اچھا ہو سکتا ہے جس میں ایسی تعلیم ہو۔ (ملفوظات جلد دوم ص 423 طبع جدید)

(جاری ہے)

صحیفۂ ہُمام بن مُنَبّہ......مختصر تعارف اور اس کے ترجمہ پر ناقدانہ نظر (آخری قسط)

علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو بھوکے سیر ہونے میں نہیں آتے، ایک علم کا بھوکا، دوسرا مال کا۔ رجال کی کتابیں دیکھیں جائیں تو علمی بھوک کے سلسلہ میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں حیرت انگیز واقعات سامنے آتے ہیں۔ اسلاف کے برابر نہ سہی، ہر دور میں اخلاف کو بھی علم کی بھوک پیاس سے کچھ حصہ ملا ضرور ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ نے سیرت طیبہ اور تاریخ کے موضوع پر محققانہ کتابیں لکھیں تو اس وقت تک ابن کثیر کی نامور کتاب ''البدایہ والنہایہ'' چھپ کر نہیں آئی تھی۔ علامہ، اس کو دیکھنے کی حسرت ہی دل میں لے کر گئے۔

راقم السطور ایک ادنیٰ سا طالب علم ہے، بزرگوں کی شفقتوں کے نتیجے میں علم کی جو شد بد آئی اس کے ساتھ علمی تشنگی بھی میراث میں ملی۔ ایک عرصہ تک مصنّف عبدالرزاق، مصنّف ابن ابی شیبہ، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ کا شوق دل و دماغ میں جا گزیں رہا، اللہ کا شکر ہے کہ یہ شوق پورا ہوگیا۔ کم و بیش پچاس سال پیشتر، حضرت علاّمہ سید مناظر احسن گیلانیؒ کا مقالہ ''تدوین حدیث'' دیکھنا نصیب ہوا۔ اس میں صحیفۂ صادقہ اور صحیفۂ ہمام بن مُنَبّہ کا ذکر دیکھا تو دل میں اُمنگ پیدا ہوئی کہ کبھی ان کو دیکھ کر آنکھوں کی ٹھنڈک پہنچا سکوں۔ نصف صدی بعد یہ موقع ملا کہ مؤخر الذکر صحیفہ کی زیارت سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور میسر آیا۔ یہ صحیفہ کیا ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۳۸/ارشاداتِ عالیہ کا مجموعہ۔ اور جمع کس نے فرمائے؟ مشکوٰۃ نبوت سے براہِ راست فیض پانے والے جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی پوری جماعت میں سب سے زیادہ احادیث نقل کرنے والے ہیں۔ انھوں نے یہ صحیفہ اپنے یمنی شاگرد حضرت ھُمام بن مُنَبّہؒ (تابعی) کے لیے مرتب فرمایا تھا۔ بہر حال ہم گنہگاروں کے لیے انتہائی خوشی کا باعث ہے کہ ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) کا ترتیب دیا ہوا مجموعۂ احادیث دیکھا اور پڑھ لیا۔ **فللّٰہ الحمد حمدا کثیرا.**

خیر پور ٹامے والی ضلع بہاول پور کے قریب، چیلا واہن شریف ایک مردم خیز قریہ ہے، یہاں سے بڑے بڑے جید علماء اور مشائخ اٹھے، ان کے مورث اعلیٰ حضرت حافظ غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ، قطب عالم حضرت خواجہ نور محمد قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز تھے، ان سے آگے ظاہری و باطنی فیض کا سلسلہ جاری ہوا، حفظ قرآن مجید اس قریہ کے باشندوں کی خاص منقبت ہے، چھوٹے بڑے، مرد، عورتیں سب حافظ۔ تیس سال پہلے تک تو یہی حال تھا، اب خدا جانے کیا صورت ہے۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے ملفوظات میں کہیں دیکھا تھا کہ قطب عالم مہارویؒ کے خلفاء میں سے جس میں جس صحابی کا رنگ ڈھنگ نظر آتا تھا، انھیں اس صحابیؓ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ حضرت خواجہ غلام حسنؒ اپنے شیخ کی روایات بہت زیادہ بیان کرتے تھے، حالانکہ ان کا عرصۂ صحبت نسبتاً کم تھا، اس لیے وہ مہاروی دربار کے ابو ہریرہ کہلاتے تھے۔

حضرت حافظ غلام حسنؒ کے احفاد میں ایک نوجوان جن کا نام غالباً حافظ عبداللطیف تھا، جامعہ بہاول پور میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ وہ بیمار رہنے لگے، سر میں درد کی شدید تکلیف رہتی تھی، بیماری جان لیوا ثابت ہوئی، وفات سے پہلے حافظ صاحب مرحوم کہتے تھے: ''مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آؤ میں تمھیں حدیث پڑھاؤں، حافظ صاحب جلالین اور مشکوٰۃ تک پہنچ چکے تھے۔ فللہ درہ!

صحیفۂ ھمّام بن منبہ کے علمی جواہر کو معادن سے نکال کر اہلِ علم کے ہاتھوں تک پہنچانے کا سہرا، جناب ڈاکٹر حمیداللہ صاحب (از حیدر آباد دکن) کے سر ہے۔ پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ انھوں نے اس کو ایڈٹ کرتے ہوئے، شروع میں تدوینِ حدیث پر ایک نہایت گراں قدر تحقیقی مقالہ کا اضافہ کیا۔ فجز اہ اللہ احسن الجزاء۔

اس وقت صحیفہ ھمّام بن منبّہ کا جو نسخہ ہمارے ہاتھوں میں ہے، یہ رشید اللہ یعقوب صاحب (از کراچی) کا بلا قیمت تقسیم کردہ ہے۔ یہ ایک اہلِ علم دوست سے عاریتاً ہمیں ملا، موصوف کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انھوں نے علمِ حدیث کی ایک بیش بہا خدمت انجام دی۔ اس کے ساتھ ہی ایک طالب علم کی حیثیت سے ہمیں اس شکایت کا بھی حق ہے کہ طباعت کے سلسلہ میں تصحیح کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی، بیشتر روایات میں اعرابی غلطیاں پائی جاتی ہیں اور کہیں کہیں تحریف و تصحیف بھی پائی جاتی ہے۔ کراچی میں علماء و فضلاء کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اگر پروف ریڈنگ کا پورا اہتمام کیا جاتا تو شاید کسی کو شکایت کا موقع نہ ملتا۔ اس سے بڑھ کر جو افسوس ناک امر ہمارے سامنے آیا ہے، وہ یہ ہے کہ صحیفہ کے عربی مُتونِ احادیث کے ساتھ اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ جناب ڈاکٹر حمیداللہ صاحب کے برادرِ بزرگ جناب محمد حبیب اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔ موصوف کے بارے میں حرفِ آغاز میں بتایا گیا ہے کہ وہ حیدر آباد دکن میں لینڈ ریکارڈ کے نائب ناظم تھے اور خود ڈاکٹر صاحب نے اُن کے نام کے ساتھ ''مولانا'' کا سابقہ بھی بڑھایا ہے۔ جناب محمد حبیب اللہ صاحب کے علمی حدودِ اربعہ سے ہم بالکل ناواقف ہیں، کچھ بھی ہو، احادیث کے ترجمہ میں کہیں کہیں فاحش غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انھوں نے یہ ترجمہ، شدید مصروفیات و علالت کے دوران فرمایا تھا تو کم از کم ڈاکٹر صاحب اس طرف توجہ فرماتے، خصوصاً جب کہ ترجمہ نظرِ ثانی کے لیے ان کے پاس بھجوا دیا گیا تھا تو اُن کی ذمہ داری میں اضافہ ہو گیا، وہ حسبِ ضرورت ترجمہ کی اصلاح فرما دیتے تو جگہ جگہ اس طرح کی غلطیاں نہ ہوتیں، جن کا نمونہ قارئین آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ برادرِ بزرگ کے احترام سے، دین کا علم زیادہ خیر خواہی کا مستحق تھا، اس لیے قارئین...... یا طلبۂ علم جناب ڈاکٹر صاحب کی بے اعتنائی کا شکوہ کریں تو وہ حق بجانب ہوں گے۔

اخباری اطلاعات کے مطابق ان سطور کے لکھے جانے تک ڈاکٹر صاحب بقیدِ حیات ہیں اور بسلسلۂ علاج امریکہ میں رہائش پذیر ہیں۔ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَداً ......راقم دست بدعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں شفاءِ کاملہ نصیب فرمائیں اور دینی خدمات کے لیے انھیں بیش از بیش توفیق عطا فرمائیں۔ (ڈاکٹر حمیداللہ مرحوم کا انتقال سنہ ۲۰۰۲ء میں ہوا۔ ادارہ)

اب ہم آئندہ صفحات میں چند احادیث کے ترجمہ کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کراتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا

جا چکا ہے، مطبوعہ نسخہ میں جو ترجمہ دیا گیا ہے، وہ جناب ڈاکٹر صاحب کے برادرِ بزرگ کی طرف سے ہے، البتہ ڈاکٹر صاحب کا نظر فرمودہ ہے۔ آئندہ سطور میں اسے نقل کرتے ہوئے صرف ’’ترجمہ‘‘ کا لفظ لکھ دیں گے، قارئین خود سمجھ لیں گے۔

حدیث نمبر۵۴:

(۱) **واللّٰہ لقید سوط احدکم من الجنۃ خیر لہ مما بین السماء والارض.**

ترجمہ: ’’تم میں سے ایک شخص ہے جس کے کوڑے کی ڈوری (جو جنت میں ملے گی) آسمان اور زمین کے درمیان جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے‘‘۔

قابلِ توجہ:

ایک تو واللہ کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ دوسرا، مترجم بزرگ نے لفظ ’’قیـد‘‘ کو بفتح القاف (قَیـد) پڑھا۔ قید کے معنی ہتھکڑی کے ہوتے ہیں۔ یہاں ہتھکڑی کا لفظ انھیں بے معنیٰ نظر آیا تو اس کے بجائے ’’ڈوری‘‘ لکھ کر کام چلانے کی کوشش کی گئی، ان کا خیال یہ ہے کہ اہل جنت کو اس قسم کے چابک دیے جائیں گے جس طرح ٹریفک کے سپاہی یا پولیس کے ملازم ہاتھ میں لیے پھرتے ہیں۔ وہ ہاتھوں میں جو کوڑا لیے پھرتے ہیں، ایک طرف سے ان کی کالی ڈوری لگی ہوتی ہے۔ یہ تمام تر خیال غلط ہے۔ دراصل یہ لفظ ’’قِید‘‘ بکسر القاف ہے جس کے معنیٰ ہیں مقدار۔ خود متعدد احادیث میں ’’قید‘‘ کی بجائے ’’موضع‘‘ اور کہیں ’’قاب قوس‘‘ کے الفاظ آئے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ’’قیـــد‘‘ کا لفظ بمعنیٰ مقدار آیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ’’**من ظلم قید شبر من الارض طوقہ من سبع ارضین**‘‘. یعنی جس شخص نے بمقدار ایک بالشت، کسی کی زمین ناحق لے لی، اسے سات زمینوں سے اس کا طوق پہنایا جائے گا۔

مترجم بزرگ سے تیسری غلطی یہ ہوئی کہ انھوں نے ایک نمبر کا نشان دے کر نیچے حاشیہ میں لکھا: ’’ایک غریب مگر نیکوکار صحابی کی تعریف ہے‘‘۔ یہ حاشیہ آرائی غلط ہے۔ وہ یہ سمجھے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد کسی ایک فرد کے حق میں منقبت کے طور پر فرمایا۔ حالانکہ بات یوں نہیں ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد، سرزمین جنت کی تعریف کرنا ہے۔ حافظ منذریؒ کتاب ’’الترغیب والترہیب‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’**ومعنی الحدیث: وقدر قوس احدکم او قدر الموضع الذی یوضع فیہ سوطہ خیر من الدنیا و ما فیھا**‘‘

اب حدیث بالا کا صحیح ترجمہ یوں ہوگا: ’’اللہ کی قسم! تم میں سے کسی کو جنت میں ایک چابک کے برابر جو جگہ ملے گی، وہ اس سے بہتر ہے جو کچھ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔‘‘

حدیث نمبر۶۲:

’’**ان من الظلم مطل الغنی و ان اتبع احدکم علی ملیء فلیتبع**‘‘۔

ترجمہ: ’’مالدار کا وعدے کو ٹالتے رہنا بھی ایک ظلم ہے۔ تم میں سے کسی کا پیٹ بھرے سے پالا پڑے تو اس کا پیچھا

کرے''۔

قابلِ توجہ:

خط کشیدہ جملۂ حدیث کا ترجمہ غلط ہے، اب کوئی بتائے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ لگتا ہے کہ مترجم بزرگ خود ہی اس کا مطلب نہیں سمجھے، دراصل وہ مشہور فقہی اصطلاح ''الحوالہ'' سے ناواقف ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان گرامی کا حاصل یہ ہے:

۱۔ ایک شخص، کسی کا مقروض اور وہ فراخ دست ہونے کے باوجود قرض ادا نہیں کرتا، تو یہ اس کی طرف سے زیادتی اور ظلم شمار ہوگا۔

۲۔ اگر کوئی شخص مقروض ہے اور وہ قرض ادا نہیں کر سکتا، دوسری طرف قرض خواہ کا مطالبہ سخت ہوجاتا ہے، اب اگر وہ مدیون اپنے قرض خواہ کو کسی دوسرے صاحبِ حیثیت کی طرف پھیر دیتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس پر راضی ہوجائے۔

''اتبــــــع'' باب افعال سے واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول کا صیغہ ہے، جس کا لفظی معنیٰ ہے ''پیچھے لگا دیا جائے''۔ شروح حدیث میں اس کا ترجمہ ''احیــــــل'' سے کیا گیا ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: ''در پے فرستادہ شود یعنی حوالہ کردہ شود''۔

حدیث نمبر ۰۷:

'' کل سلامیٰ من الناس علیه صدقة کل یوم تطلع علیه الشمس ''

ترجمہ: <u>''لوگوں کا چھوٹی سی ہڈی (کسی کو) دینا بھی اس وقت تک کے لیے نیکی ہے جب تک کہ آفتاب طلوع ہوتا رہے گا''۔</u>

قابلِ توجہ:

''سُــلامــیٰ'' کے لفظی معنیٰ ہیں انگلیوں کے جوڑ۔ شارحین حدیث لکھتے ہیں: ''الـمـفـصـل'' دیکھیے ریاض الصالحین، شرح مسلم از نوویؒ وغیرہ۔ جناب مترجم سے اس ترجمہ میں کئی غلطیاں ہوئی ہیں۔ ''سُــلامــیٰ'' کا ترجمہ ہڈی سے کر کے ارشادِ گرامی کو بے جان سا کر دیا ہے اور اس ایک لفظ کا ترجمہ غلط ہو جانے سے آگے بھی ترجمہ غلط ہوتا چلا گیا ہے۔ ہم اس فرمان کو سمجھنے کے لیے صحیح مسلم شریف کی دو اور حدیثیں نقل کرتے ہیں:

اوّل: **''یـصـبـح عـلـی کل سلامی من احدکم صدقة فکل تسبیحة صدقة و کل تحمیدة صدقة و کل تهلیلة صدقة و کل تکبیرة صدقة و امر بالمعروف صدقة و نهی عن المنکر صدقة و تجزیء من ذلک رکعتان من الضحیٰ''**

ترجمہ: ''تم میں سے ایک آدمی کے ہر ہر جوڑ پر صبح کو صدقہ لازم ہوتا ہے، تو اس کا ہر سبحان اللہ کہنا بھی صدقہ اور خیرات ہے، ہر الحمد للہ کہنا بھی خیرات ہے، ہر لا الٰہ الا اللہ کہنا خیرات ہے، ہر اللہ اکبر کہنا خیرات ہے، نیکی کے لیے کہنا خیرات

ہے، برائی سے روکنا خیرات ہے اور چاشت کے وقت دو رکعت پڑھ لے تو ان تمام کاموں سے کافی ہو جائے گا''

دوم: ''خلق کل انسان من بنی آدم علی ستین و ثلاثمائة مفصل فمن کبر اللّٰہ و حمد اللّٰہ و ھل اللّٰہ و سبح اللّٰہ و استغفر اللّٰہ و عزل حجرا من طریق الناس او شوکة او عظما عن طریق الناس أو أمر بمعروف أو نھی عن منکر عدد الستین و الثلاثمائة فإنّہ یمسی یومئذ و قد زحزح نفسہ عن النار''

ترجمہ: ''اولادِ آدم میں سے ہر شخص کی پیدائش، تین سو ساٹھ جوڑوں پر ہوئی ہے، تو جو شخص اللہ اکبر کہے گا، الحمد للہ کہے گا، لا الٰہ الا اللہ کہے گا، سبحان اللہ کہے گا، استغفر اللہ کہے گا، لوگوں کے راستے سے پتھر ہٹا دے گا، یا کوئی کانٹا یا ہڈی ہٹا دے گا، نیکی کی دعوت دے گا، برائی سے روکے گا، تین سو ساٹھ جوڑوں کی تعداد کے برابر، تو اس کا وہ دن یوں بسر ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا چکا ہوگا''۔

ان دونوں حدیثوں سے زیرِ نظر حدیث کا مطلب واضح ہو جاتا ہے کہ شخص پر اس کے اعضاء کے جوڑوں کے برابر ہر روز، جب تک کہ اس پر سورج طلوع ہوتا رہے گا، صدقہ لازم ہے۔

حدیث نمبر ۲۷:

یہ ایک طویل حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ جو مالدار شخص اپنے مال میں سے زکوٰۃ نہیں ادا کرتا، قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل اختیار کر لے گا، مالک اس سے بھاگنا چاہے گا، مگر وہ اسے پکڑ لے گا اور اس سے کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں۔ (آگے حدیث میں ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **واللّٰہ لن یزال یطلبہ حتی یبسط یدہ فیلقمھا فاہ.**

ترجمہ: اللہ کی قسم! وہ اس کا پیچھا کرتی ہی رہے گا یہاں تک کہ (اس زکوٰۃ نہ دینے والے) شخص کو اپنے قبضے میں لا کر اپنا نوالہ بنا لے گا۔

قابلِ توجہ:

مترجم بزرگوار کو خط کشیدہ قطعۂ حدیث کا معنیٰ، مطلب سمجھنے میں بڑا مغالطہ لگا، انھوں نے ''**یبسط یدہ**'' کا ترجمہ کیا ہے وہ اسے اپنے قبضے میں لے لے گا، حالانکہ نہ تو منقولہ الفاظ اس ترجمہ کو درست قرار دیتے ہیں، نہ دوسری احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔ صحیح ترجمہ اس طرح ہے:

''یہاں تک کہ وہ شخص اپنا ہاتھ پھیلا دے گا اور اسے (یعنی ہاتھ کو) اس کے (یعنی سانپ کے) منہ میں دے دے گا''

یہی مضمون دوسری احادیث میں بھی آیا ہے، چنانچہ مسلم شریف میں ہے:

''**فاذا رأی ان لا بد منہ سلک یدہ فی فیہ فیقضمھا**'' یعنی جب زکوٰۃ نہ دینے والا آدمی دیکھے گا کہ اب اس کے لیے کوئی چارہ نہیں رہا تو وہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں دے دے گا اور وہ اسے چبا ڈالے گا۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے: ''**حتی یلقمہ اصابعہ**'' یہاں تک وہ اپنی انگلیوں کو اس کے منہ میں دے دے گا۔

حدیث نمبر ۸۲:

''والذی نفس محمد بیده لو ان عندی احدا ذهبا لأحببتُ ان لا یأتیَ علیَّ ثلاث لیال و عندی منه دینار اجد من یتقبله منی لیس شیء ارصده فی دین علیَّ''

ترجمہ: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر میرے پاس احد کے برابر سونا ہوتا تو میں اس بات کو پسند کرتا کہ تین رات گزرنے سے پہلے اگر کوئی اس کو لینے والا ہوتو ایک دینار بھی باقی نہ رکھوں، میں کوئی چیز باقی رکھ کر اپنے کو (اللہ کے سامنے) مقروض نہیں بنانا چاہتا''۔

قابلِ توجہ:

حدیث شریف اور ترجمہ کے خط کشیدہ جملوں کو ملاحظہ فرمایے۔ فرمان پاک کو بالکل بے معنی اور مہمل بنا دیا گیا ہے۔ مترجم بزرگ، عربی گرامر کے اس قانون سے ناواقف ہیں کہ ''لَیسَ'' فعل ناقص ہونے کے علاوہ ''اِلاَّ'' کی طرح کلمۂ استثناء بھی ہے اور یہاں یہ اسی معنیٰ میں استعمال ہورہا ہے۔ خط کشیدہ عربی جمہ کا صحیح ترجمہ یوں ہے: ''سوائے اس چیز کے، جو میں اپنے ذمہ قرض کے سلسلہ میں رکھ لوں''

یہ بھی معلوم رہے کہ جب ''لَیسَ'' بطور کلمۂ استثناء استعمال ہو، اس کے بعد مستثنیٰ منصوب پڑھا جاتا ہے۔ لہٰذا حدیث کے الفاظ میں ''لَیسَ شیئاً'' پڑھا جائے گا۔

حدیث نمبر ۸۶:

''اللّٰھم انّی أتَّخذُ عنک عهداً لن تخلفه انما انا بشر فأیّ المؤمنین أذیتُه أو شتمته أو جلدته أو لعنته فاجعلها له صلوٰةً و زکوٰةً و قربةً تقربه بها یوم القیامة''۔

ترجمہ: یا اللہ! میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں، تو اس کے خلاف نہ ہونے دے، میں تو ایک انسان ہوں، وہ یہ کہ نہ میں نے کسی مؤمن کو ایذا دی ہے یا اس کو گالی دی ہے، یا اس کو مارا ہے، یا اس پر لعنت بھیجی ہے تو اس کو رحمت اور پاکیزگی اور قربت بنادے جس کے ذریعہ وہ قیامت کے دن (اللہ سے) تقرب حاصل کرے''۔

قابلِ توجہ:

۱۔ ''لن تخلف'' فعل مضارع منفی مؤکد ہے۔ اس کا ترجمہ فعل نہی کے طور پر کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

۲۔ ترجمہ میں ''نہ'' کا لفظ بلاوجہ بڑھایا گیا ہے، الٹا بات بے تکی اور مہمل سی بن گئی ہے، جب ایذا دینے، گالی دینے، مارنے یا لعنت بھیجنے کی نفی کر دی گئی تو پھر کس چیز کو رحمت اور قربت بنا دینے کی دعا کی جارہی ہے؟

۳۔ ''وہ تقرب حاصل کرے''، ترجمہ صحیح نہیں ہے۔ ''تـقـرب'' باب تفعیل سے واحد مذکر مخاطب، باب تفعیل کا صیغہ ہے اور آگے ''ہ'' ضمیر مفعول کی ہے، پوری حدیث کا صحیح ترجمہ یوں ہوگا:

''اے اللہ! میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں (حدیث کی دوسری کتابوں میں ''اتخذت'' بصیغۂ ماضی آیا ہے، پھر

ترجمہ ہوگا، میں تجھ سے عہد لے چکا ہوں) جس کی تو ہرگز خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ میں ایک انسان ہوں (اس لیے اگر) کسی مسلمان کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچے، یا میں اسے گالی دوں یا ماروں یا لعنت بھیجوں، تو تُو اسے اس کے حق میں نماز، زکوٰۃ اور کسی کارِ ثواب میں تبدیل کردے جس کے باعث تو قیامت کے دن اسے اپنا قرب نصیب فرمائے''۔

حدیث نمبر ۸۹:

یہ ایک طویل حدیث ہے جس کا ایک حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

''والذی نفس محمد بیدہ لا ینتھب احدکم نھبۃ ذات شرف یرفع الیہ المؤمنون اعینھم فیھا وھو حین ینتھبھا مؤمن''۔

ترجمہ: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ کوئی شخص عزت دار ہو کر (نکاح میں کھجور مصری) اس طرح لوٹے گا کہ لوگوں کی نظروں میں نکو ہو جائے تو اس حال میں وہ مؤمن نہیں ہوتا''۔

قابلِ توجہ:

مترجم بزرگ کو پہلا مغالطہ یہ ہوا کہ وہ ''ذات شرف'' کو ''احدکم'' کی صفت سمجھے، انھوں نے یہ بھی خیال نہ فرمایا کہ ''احدکم'' مذکر کا صیغہ ہے۔ اس کی صفت بھی مذکر ''ذو'' کا لفظ آنی چاہیے اور پھر موصوف صفت کو اکٹھے آنا چاہیے تھا، ''نھبۃ'' کا لفظ جو مفعول واقع ہو رہا ہے، بعد میں آتا۔ درحقیقت ''ذات شرف''، ''نھبۃ'' کی صفت ہے۔

''نھبۃ'' کا لفظ اگر بضم النون پڑھا جائے تو مفعول بہ بنے گا، اگر بفتح النون پڑھا جائے تو مفعول مطلق ہوگا۔ دونوں صورتوں میں مطلب ایک ہی رہتا ہے۔

مترجم بزرگ کی تشریح بھی مضحکہ خیز ہے کہ اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق نکاح میں چھوارے یا شکر لوٹنے سے ہے۔ یہ ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ والی بات ہوئی، بھلا لینڈ آفیسری اور حدیث فہمی کا کیا جوڑ؟ دراصل اس عبارت کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے تو بات کچھ اور نکلتی ہے، اس حدیث شریف میں زناکاری، چوری، شراب نوشی، غارت گری اور خیانت جیسے قبیح جرائم کے بارے فرمایا گیا ہے کہ جب کوئی مسلمان ان میں سے کوئی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے۔ چنانچہ آج سڑکوں پر، بازاروں میں، بسوں اور ریل گاڑیوں میں ان جرائم کی جو بھرمار ہے، کیا یہ اُمّت مسلمہ کے کرتوت نہیں؟ یہ جرائم خود اس بات کا منہ بولتا ثبوت نہیں کہ جو لوگ ان کے مرتکب ہوتے ہیں، وہ دولتِ ایمان سے محروم ہو کر ایسا کر گزرتے ہیں۔

اب حدیث شریف کے منقولہ بالا ٹکڑے کا صحیح ترجمہ سن لیجیے:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، جب کوئی آدمی بڑے پیمانہ پر کسی کا مال لوٹ لیتا ہے کہ مسلمان آنکھیں اٹھا اٹھا کر اسے دیکھتے رہ جاتے ہیں، تو وہ ایمان کی حالت میں نہیں لوٹتا''۔

حدیث نمبر ۹۵:

لأن یلج أحدکم بیمینه فی أهله اثم له عند اللّٰه من أن یعطی کفارته الّتی فرض اللّٰه علی

ترجمہ: تم میں سے کسی کا قسم کھانے کی وجہ سے اپنے اہل وعیال کے پاس نہ جانا، اللہ کے نزدیک زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ کفارہ ادا کر دے جس کو (قسم کے توڑنے پر) اللہ نے فرض کیا ہے''۔

قابلِ توجہ:

ترجمہ اس حد تک غلط کیا گیا ہے کہ شریعت کا حکم بالکل الٹا ہو گیا ہے، اس کا موجب دو مغالطے ہیں:

ایک تو یہ کہ حدیث شریف کے پہلے لفظ ''لان'' میں لام تاکید کو ''لا'' نافیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مترجم بزرگ کو عربی گرامر سے واجبی حد تک بھی واقفیت نہیں ہے۔

دوسرا یہ کہ ''اثم'' کے لفظ کو ''بالتاء المثناۃ'' پڑھا گیا ہے، حالانکہ یہ حرف ''ثاء مثلثہ'' ہے۔

یہ حدیث صحاح ستہ کی متعدد کتابوں میں موجود ہے اور سب میں ''اثم'' کا لفظ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مترجم کو علم حدیث سے چنداں مناسبت نہیں ہے۔

بہرحال صحیح ترجمہ یوں ہے:

''تم میں سے ایک شخص اپنے گھر والوں کے بارے میں اپنی قسم کی پابندی کرے، یہ اس سے زیادہ گناہ کا کام ہے کہ وہ قسم کو توڑ کر اللہ تعالیٰ کا مقرر فرمودہ کفارہ ادا کرے''۔

شارح مشکوٰۃ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس حدیث کی شرح میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا ترجمہ یہاں دیا جاتا ہے:

''اس حدیث کا مضمون وہی ہے جو دوسری ان احادیث کا ہے جن میں یہ فرمایا گیا ہے کہ کوئی شخص ایک بات کی قسم کھالے اور پھر دوسرا پہلو اسے بہتر نظر آئے (مثلاً کوئی آدمی ایسی کوئی قسم کھالے جس سے گھر والوں کا نقصان ہوتا ہو، ان کی حق تلفی ہوتی ہو) تو وہ دوسرے پہلو پر عمل کرلے اور قسم کا کفارہ دے دے''۔ (اشعۃ اللمعات، ج:۳، ص:۲۱۳)

ایک علمی افادہ:

صحیفۂ شریفہ میں حدیث نمبر ۹۶ اور اس کا ترجمہ ان الفاظ سے درج ہے:

''**قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا کره الاثنان علی الیمین فاستحیاهما فاسهم بینهما**''۔

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو لوگ قسم کھانے کے لیے مجبور کیے جائیں اور دونوں حیا کریں تو ان کے درمیان قرعہ ڈالو''۔

راقم الحروف کو حدیث کے ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے ان الفاظ اور ترجمہ کی صحت میں شک گزرا، اب تلاش شروع کی کہ صحاح ستہ یا دیگر مشہور کتب میں یہ روایت کہیں مل جائے، چنانچہ سعی کے بعد یہ روایت مسند احمد میں مل گئی، راقم کے پاس مسند کا وہ نسخہ ہے جو تبویب شدہ اور ''الفتح الربانی'' کے نام سے موسوم ہے۔

اس پر شیخ احمد عبدالرحمٰن البناء کی تعلیقات ''بلوغ الامانی'' کے نام سے موجود ہیں۔

زیرِ نظر روایت مسند احمد میں ان الفاظ سے درج ہے:

اذا اکرہ الاثنان علی الیمین فاستحیاھا ، فلیستھما علیہ۔

(باب القضاء بالقرعۃ، ج:۱۵،ص:۲۱۷)

ترجمہ: ''جب دو آدمیوں کو قسم دینی پڑے اور دونوں اس سے شرمائیں، تو وہ اس پر قرعہ اندازی کرلیں''۔

صاحب تعلیقات، شیخ بنّاء اس پر تحریر فرماتے ہیں:

''اگر دو آدمیوں کا مقدمہ، حاکم کے پیش ہو اور دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں یا دونوں کے پاس گواہ موجود ہوں، تو انھیں قسم کے لیے کہا جائے گا۔ اب اگر دونوں قسم کے لیے آمادہ ہو جائیں یا دونوں پس و پیش کریں تو حاکم ان میں قرعہ اندازی کرائے گا، جس کے نام قرعہ نکل آئے، وہ حلف اٹھائے گا اور متنازعہ چیز کو لے جائے گا۔'' **ایھما خرجت لہ القرعۃ حلف و اخذ ما ادعاہ**''۔ (حوالہ مذکور)

تو صحیفہ کے موجودہ نسخہ میں غلطی یہ آگئی ہے کہ ''**استحییاھا**'' کے بعد ''ھما'' ضمیر تثنیہ درج ہے، حالانکہ ''ھا'' ضمیر واحد مؤنث ہونی چاہیے جس کا مرجع ''یمین'' ہے، جیسا کہ مسند احمد میں ہے۔

ثانیاً یہ بھی معلوم رہے کہ مسند میں روایت کے آخری الفاظ مطبوعہ صحیفہ سے مختلف ہیں، حالانکہ مسند میں یہ روایت اسی سند ''**معمر عن ھمّام بن منبّہ عن ابی ھریرۃ** '' سے منقول ہے۔

قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہی روایت، اسی سند سے، تھوڑے سے لفظی تغیر کے ساتھ سنن ابی داوٗد، کتاب القضاء کے باب ''**الرجلین یدعیان و لیس بینھما بینۃ** ''میں بھی موجود ہے۔ زیادہ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

found.

عکرمہ نجمی کا ترک مرزائیت کا اعلان

تحریر: عکرمہ نجمی ترجمہ: صبیح ہمدانی

''عکرمہ نجمی کبابیر (فلسطین) کے شہری ہیں، یہ پیدائشی قادیانی تھے اور زندگی بھر قادیانیت کی تبلیغ وترویج میں گزاری۔ فلسطین سے لندن (برطانیہ) میں قادیانیوں کے ہیڈکوارٹر میں تعیناتی ہوئی اور قادیانی خلیفہ مرزا مسرور احمد کے مقربین کی صف میں شامل رہے۔ یہ لندن کے قادیانی عبادت خانے کے امام بھی رہ چکے ہیں لیکن کچھ نومسلم قادیانیوں کے اعتراضات کی تحقیق شروع کرنا تھی کہ جادۂ مستقیم پر چل پڑے اور حق کو پالیا۔ ذیل میں عکرمہ نجمی کا قادیانی مذہب چھوڑنے کا اعلان اور اپنے خالہ زاد بھائی حسن عودہ کے نام کھلا خط ہے جن کا ۳۰ سال قبل قادیانیت چھوڑنے کے باعث بائیکاٹ اور کردارکشی کی جاتی رہی۔ ان دو تحریروں کا اردو ترجمہ نذر قارئین ہے۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیت (مرزائیت) سے براءت کا اعلان

میں دنیا بھر میں اپنے سبھی احمدی دوستوں کے سامنے یہ اعلان کرتا ہوں کہ، احمدیت (قادیانیت) کے بانی (مرزا غلام احمد) کے بارے میں مجھ پر یہ بات عیاں ہوچکی ہے کہ وہ ایک جھوٹا اور بد اخلاق انسان تھا، اور اسکی جماعت (قادیانیت) اس کے بعد مسلسل جھوٹ، گمراہی اور کھوٹے پیمانہ پر قائم ہے۔

ہر آدمی کے لیے یقیناً یہ بات باعث صدمہ ہوگی کہ وہ (بحث وتحقیق کے بعد) اس طرح کے نتیجہ پر پہنچے، لیکن اسکے سوا کوئی چارہ بھی نہیں کہ ہم اب اپنی اگلی نسل کو شھادۃ الزور کی بنیاد پر خیانت اور گمراہی کے راستہ میں چھوڑ کر انہیں مزید مصیبتوں کے دلدل میں دھکیل دیں۔

احمدیت (قادیانیت) کے ساتھ میرا گزرا ہوا یہ زمانہ جو ولادت سے لے کر اب تک تقریباً نصف صدی پر مشتمل تھا، اس کے آخری ایام میں، مَیں عالم عرب کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ (قادیانیت) کا مرکزی ذمہ دار تھا، اور نئے مبایعین کی ذمہ داری بھی مجھ پر تھی، اور اسی طرح کچھ دوسری ذمہ داریاں بھی میرے سپرد تھیں، اور اس سے پہلے عربی چینل کے ڈائریکٹر کی نیابت اور دوسرے فرائض بھی انجام دے رہا تھا۔

میں پیدائشی احمدی (قادیانی) ہوں، اور میرے نانا کبابیر (فلسطین) میں عودہ خاندان کے سب سے پہلے قادیانی تھے، جو تقریباً 90 سال قبل قادیانی ہوئے، میں نے جب ہوش سنبھالا، اور دین کی طرف متوجہ ہوا، تو میں نے اس جماعت کی تعلیمات کو بغور پڑھا اور دل وجان سے ان تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیا اور کبابیر میں کافی عرصہ اس

جماعت کا مرکزی رکن رہا، پھر جب 2007ء میں لندن منتقل ہوا تو لندن مرکز میں تقریباً ایک سال کام کرتا رہا اور میں مرزائی خلیفہ کے بہت مقربین میں سے تھا اور انکی مسجد (عبادت گاہ) کا مؤذن بھی رہا اور نائب امام کے فرائض بھی انجام دیتا رہا۔

بلا شبہ آپ اس وقت انتہائی کٹھن صورتحال سے گزر رہے ہوتے ہیں جب آپ کسی جماعت کے آغوش میں آنکھیں کھولیں اور پھر اسکی خدمت میں دل و جان ایک کردیں اور اس کام سے عشق کی حد تک لگاؤ ہوجائے اور اس کی خدمت کی خاطر آپ اپنی پوری زندگی صرف کردیں، اس گمان میں کہ یہ کام اللہ اور حق مبین کے لیے ہورہا ہے، لیکن پینتالیس سال گزارنے کے بعد آپ کو یہ اندازہ ہو کہ یہ جماعت پہلے دن سے ہی جھوٹ وفریب کی بنیاد پر قائم تھی اور یہ جماعت نہ اسلام کے لیے کوئی خدمات سرانجام دے رہی ہے، نہ انسانیت کی ترقی کے لیے، بلکہ یہ صرف اپنی ذات اور جماعت کی مصلحت کے لیے اپنی قوت صرف کررہی ہے۔

بہرحال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جس نے غیر جانبدارانہ بحث وتحقیق کے بعد محض اپنے فضل وکرم سے مجھے اس جماعت سے نکلنے میں میری مدد فرمائی اور اب میں یقین کے اس مرحلہ پر پہونچ چکا ہوں کہ اب میں اپنی یہ ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ میں اپنی گواہی اور اس جماعت کے ساتھ گزارا ہوا اپنا تجربہ لوگوں سے شیئر کروں، شاید اللہ تبارک وتعالیٰ ان قابل قدر اور مخلصین لوگوں کو احمدیت سے نجات حاصل کرنے میں مدد فرمائیں جو اس جماعت کی اصلیت سے ناواقف اور بے خبر ہیں، یا ان کے اندر اس جماعت کی حقیقت کا سامنا کرنے کی صلاحیت نہیں، یا وہ لوگ جو اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتے۔

میں کافی عرصہ سے اس بات کو نوٹ کررہا تھا کہ یہ جماعت ہانی طاہر صاحب (فلسطین) کی باتوں کا حقیقت پسندانہ جواب نہیں دے پارہی، چنانچہ مرزائی خلیفہ نے ایک دن اس بارے میں میری رائے لی، تو میں نے کہا: درحقیقت انکی باتوں کا دندانِ شکن جواب نہیں دیا جارہا، تو خلیفہ نے کہا کہ آپ بحث وتحقیق کریں اور ان کا جواب دیں، چنانچہ میں نے بحث وتحقیق کرنے کا تہیہ کرلیا، مگر پھر ندامت ہوئی اور بحث وتحقیق کا اردہ ترک کرنا چاہا، مجھ پر اس بات کا خوف وقلق طاری تھا کہ اگر واقعی تمہاری جماعت جھوٹی ثابت ہوگئی، تو تم کیا کروگے؟ اور اگلی زندگی کا کیا لائحہ عمل ہوگا؟ اور ان دوستوں کا کیا ہوگا جنھیں تم نے اس جماعت کا حصہ بنایا تھا؟ اور اپنے اہل خانہ واقارب اور بچوں کا سامنا کیسے کروگے؟ انھیں یہ سب حقائق کیسے بتاؤگے؟ اور ان کا ردعمل کیا ہوگا؟ اور ان پر اسکے کیسے نفسیاتی اثرات مرتب ہونگے؟

اسکے بعد دعاء کا سلسلہ شروع ہوا اور میں نے اپنے رب سے یہ معاہدہ کرلیا کہ میں صرف حق وسچ کا ساتھ دونگا، اور حق کو تھام لوں گا چاہے مجھے اس کی کوئی بھی قیمت ادا کرنی پڑے، کیوں کہ آخر میں مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا ہی مطلوب ہے، چنانچہ اس دوران میں بہ کثرت اس دعاء کا ورد کرنے لگا: (اللّٰهُمَّ أَرِنَا الحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ، وَأَرِنَا البَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ) . (ترجمہ: اے اللہ ہمیں حق کو حق سمجھنے، اور اسے اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل سمجھنے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما)

اسکے بعد بحث وتحقیق اور دردناک قصوں کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع ہوا، اس دوران میں ہمیشہ کرب کی صورتحال سے گزرا، کیوں کہ مجھے میرے مَن کی بات کہیں بھی نہ ملی، مجھے اس بات کا غم کھائے جارہا تھا کہ میں عصر حاضر کے سب بڑے دھوکے کا حصہ بنا رہا۔

مثلا مرزا قادیانی کی عربیت کے بارے میں سب سے بڑا جھوٹ بولا گیا تھا، حالانکہ اسکی عربی کے اکثر الفاظ اورخوبصورت تعبیرات ''حریری'' و''ہمذانی'' کے مقامات سے چرائے گئے تھے۔ مثلاً مقامات کے تحقیقی مطالعے کے دوران میں نے مقامات حریری کے اولین ۴۰ صفحات میں تقریباً ۱۰۰۰ ایسے جملوں کی نشاندہی کی جو مرزا صاحب کی متعدد کتابوں میں چرا کر سجائے گئے تھے۔

اس دردناک راستے کے مختلف موڑوں سے گذرنے کے بعد امانت کی ادائیگی کا مرحلہ آیا اور اپنے نتائج تحقیق احمدیت کے سب سے بڑے آدمی یعنی خلیفۂ وقت کے سامنے پیش کرنے کا مرحلہ درپیش ہوا۔ چنانچہ میں نے ایک تفصیلی خط تحریر کیا اور ملاقات کا وقت طے ہوگیا۔ وہ ایک مشکل ملاقات تھی، میرے احساسات کی دنیا میں طوفان برپا تھا اور درد کے مارے میرا دل نُچڑا جاتا تھا۔ خیر میں نے خط ان کے حوالہ کردیا، جس کا مضمون یہ تھا:

قابل ستائش وقابل احترام، بعد از سلام

میں خدا کو حاضر وناظر جان کر یہ گواہی دے رہا ہوں، کہ میں کبھی بھی یہ تصور نہیں کرسکتا تھا کہ میں اس تکلیف دہ مقام پر کھڑا ہوں گا۔ لیکن میں اس وقت جس صدمے میں مبتلا ہوں اس کی ہولناکی نے میرے دل کو درد سے بھر دیا ہے اور اس کا براہ راست اثر میری صحت پر بھی بری طرح ظاہر ہورہا ہے۔

آپ کے ساتھ میں نے زندگی کے بہت خوبصورت اور کٹھن ایام گزارے، میرا یہ خواب تھا کہ اس جماعت کے ذریعہ اسلام کی خدمت کروں، میں اس جماعت کے ساتھ اتنا خوش تھا کہ اس کی خدمت کے لیے ہمہ تن گوش رہتا تھا اور اس پر من تن اور دھن قربان کرنے کے لیے تیار رہتا تھا، میرا گمان تھا کہ میں اللہ کی راہ میں یہ خدمات سرانجام دے رہا ہوں، اسی بناء پر ہم احمدیوں کی بہت سی غلطیوں سے صرف نظر کرتے رہے اور ان سے اچھا گمان برقرار رکھتے رہے، اور یہ سب جماعت کے بانی اور ان کے خلیفہ سے ہماری محبت کی بنیاد پر تھا۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ ان حقائق سے صرف نظر کرتے رہیں جو پچھلے چند ماہ میں ہماری نظر سے گزرتے رہے، لیکن کب تک؟ کس میں یہ طاقت ہے کہ جانتے بوجھتے اللہ کی نعمت کو چھوڑ کر اپنی عقل کے برخلاف چلتا رہے؟ انسان کب تک اپنے آپ کو دھوکہ دے سکتا ہے؟

ہانی طاہر صاحب کی باتوں کے جوابات حقیقت پسندی سے بالکل عاری، بلکہ ذاتیات اور سب وشتم سے لبریز تھے، اسی طرح ان میں نرمی اور محبت نام کے کسی جذبے کا کچھ اثر نہ تھا، جس سے ہماری جماعت کا تکبّر اور جابرانہ چہرہ ہی ظہور پذیر ہوا، اور یہ کہ یہ جماعت لوگوں کی سوچنے کی صلاحیت پر قدغن لگاتی ہے۔ حالانکہ ہانی طاہر صاحب اخوت ومودت، سوچ وفکر اور حقیقت پسندانہ تجزیہ کی دعوت دیتے رہے اور انہوں نے اب تک اپنا یہ طرز جاری رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ بعض لوگوں نے انہیں گالی گلوچ کی پستیوں کی طرف کھینچنے کی بہت کوشش کی، جو انہوں نے ناکام بنادی، انہوں نے

صرف اتنا ہی تو کیا تھا کہ بانیٔ جماعت کی عبارتیں پیش کرتے رہے۔

جس بات پر مجھے سب سے زیادہ تکلیف ہوئی وہ یہ تھی کہ جماعت اپنے مؤسس کے دفاع میں یک جان نہ ہوسکی اوران لوگوں پر یہ کام چھوڑ دیا جوذاتی بغض اورنفرت میں مبتلا تھے اوران کی جانب سے ہانی طاہرصاحب کی باتوں کاتحقیقی اوراساسی جواب بن نہ پایا۔ جماعت کی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ چند اشخاص کو ذاتی حیثیت میں جماعت کا نمائندہ سمجھ لیا گیا ہو۔ کیا وجہ ہے کہ جماعت کی جانب سے آفیشل طور پر ہانی طاہر کے اعتراضات کا جواب نہیں دیا گیا، بلکہ جماعت تو ایک طرف جماعت کے عرب ونگ کی جانب سے بھی کوئی جواب سامنے نہیں آیا۔

کیا ''اہلِ حق'' کی جماعت اپنے ارکان کومخالفین کی بات سننے اورسمجھنے کی کوشش کرنے سے منع کرسکتی ہے؟ یا کسی سچے گروہ کواپنے مخالفین کے شبہات سے متأثر ہونے کا خوف ہوسکتا ہے؟حق اتنا ضعیف کب سے ہوگیا؟؟

ہم علماء ومشائخ پرکتنی تنقید کیا کرتے تھے کہ وہ لوگوں کو ہمارا چینل دیکھنے سے منع کرتے ہیں، ہم نے کتنی ہی بار اس آیت سے استدلال کیا جس میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ کامیاب لوگ جو بات سنتے ہیں اس میں سے بہترین کی پیروی کرلیتے ہیں۔ اوراب جوکچھ جماعت میں ہورہا ہے وہ یہ ہے کہ اکابرینِ جماعت احمدیہ لوگوں کوسختی سے منع کررہے ہیں کہ کسی مخالف کی بات یارائے کوہرگز توجّہ سے نہ سنیں، اوراس حکم کوآپ کی طرف بھی منسوب کیا جارہا ہے۔

جہاں تک جماعت پر وارد ہونے والے اعتراضات کاتعلق ہے تو جب ہانی طاہر نے کہا کہ اگرسن 1906ء میں یہ جماعت چارلاکھ نفوس پرمشتمل تھی، تو سن 1944ء میں بھی اسکی تعداد صرف چارلاکھ کیسے ہوسکتی ہے؟ حالانکہ خلیفہ صاحب کہتے ہیں کہ مسیح موعود کے زمانے کے بعد جماعت کے ارکان میں کئی سوگنا اضافہ ہوا؟ تواس کے جواب میں اہلِ جماعت کی طرف سے یہ طرزِعمل اپنایا گیا کہ اپنے مدّعا کو بار بار دہرایا جانے لگا، یہ کس قسم کا جواب ہوا؟

جب ہانی نے بانیٔ سلسلہ کی کتابوں سے سیکڑوں نحوی اورگرامر کی غلطیوں کا ذکر کیا تو اہلِ جماعت نے کسی ایک مضمون میں بھی اس اعتراض کا کوئی قابلِ قبول جواب نہیں دیا۔ حد تو یہ ہے کہ جماعت میں موجود کسی عربی دان سے جونحواور گرامر پرعبور رکھتا ہو یہ مطالبہ تک نہیں کیا گیا کہ وہ اس اعتراض کا جواب دے!! حالانکہ ہانی بار بار چیلنج کررہے تھے۔

اسی طرح جب انھوں نے دسیوں مضامین میں نشان دہی کی کہ بانیٔ سلسلہ نے کیسے مقاماتِ حریری سے سرقہ کیا تو جماعت کی جانب سے متضاد اور متناقض قسم کے ادھورے جوابات کے ذریعے ٹرخانے کی کوشش کی گئی۔ کبھی کہا گیا کہ بانیٔ سلسلہ نے ہرگز کبھی ''مقامات حریری'' پڑھی تک نہ تھی، کبھی کہا گیا کہ بانی سلسلہ نے حریری کے اسلوب سے بس تأثر قبول کیا، اور کبھی کہا گیا کہ مرزا صاحب نے جان بوجھ کراس کتاب سے اقتباس لیے تاکہ لوگوں کی توجّہ کتاب کی طرف مبذول کروائی جاسکے۔

لیکن جواب دینے کی ان سب پرجوش مگرناکام کوششوں کے باوجود جماعت کی طرف سے مقامات حریری اور بانیٔ جماعت کی عبارات میں بے تحاشا اورشدید مماثلت کا کوئی جواز نہیں پیش کیا گیا۔ مثلاً مقامات حریری کے اوّلین تیس صفحات میں سے بانیٔ سلسلہ نے ۵۰۰ سے زائد جملے لے کراپنی کتابوں میں بکھیر رکھے ہیں۔ اوراس کی کوئی توجیہ یا تاویل

نہیں کی جاسکتی سوائے یہ کہ مان لیا جائے کہ مرزا صاحب نے واقعتاً یہ جملے مقامات سے اٹھائے ہیں اور وہ نقل کیے بغیر مضبوط عبارت لکھنے کی استطاعت نہ رکھتے تھے۔ مگر یہ تسلیم کرنے سے اس عقیدے کا کیا ہوگا جس کے مطابق مرزا صاحب کو اللہ نے عربی زبان کے ۴۰ ہزار کلمات الہام فرمائے تھے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر وہ اچھی عبارت لکھنے کے لیے حریری پر اعتماد کیوں کرتے؟

اسی طرح جب ہانی طاہر نے اس جعل سازی کا تذکرہ کیا جو مرزا صاحب کی تحریرات میں قرآن، حدیث، مفسرین اور اولیاء کی کتابوں کے جھوٹے حوالوں کی شکل میں پائی جاتی ہے، تو جماعت کی طرف سے کوئی جواب سامنے نہیں آیا۔ حالانکہ ہانی صاحب نے ۲۰ سے زائد ایسے جھوٹے حوالوں کا ثبوت بہم پہنچایا تھا جو بانی سلسلہ کی تحریروں میں لائے گئے تھے اور اصل مصادر میں ان کا کوئی سراغ نہ تھا۔ بالکل یہی صورت حال مرزا صاحب کے ان جھوٹے حوالوں کا ہے جو انھوں نے اپنی ہی دوسری کتابوں کے دیے ہیں مگر ان کتابوں میں محوّلہ عبارتوں کا کچھ نام نشان نہیں ہے۔

اسی طرح جس وقت ہانی طاہر صاحب نے مرزا صاحب کی جانب سے بطور معجزہ پیش کی گئی کتاب ''اعجاز المسیح'' کا رد لکھا، اس کے معجزہ ہونے کے بطلان کو ثابت کیا اور فیصلہ کرنے کے لیے ایک غیر جانبدار کمیٹی کی تشکیل کا مطالبہ کیا تو اس پر کسی ایک احمدی کی جانب سے کسی قسم کا کوئی تبصرہ سامنے نہیں آیا پس ان کے اس رد کو مسترد نہ کیا جا سکا۔

وہ صدمہ جو بانی سلسلہ کی بداخلاقی اور گالم گلوچ کا علم ہونے کے بعد مجھے پہنچا وہ بہت بڑا تھا۔ مرزا صاحب کی یہ عبارتیں ہم ہرگز قبول نہیں کر سکتے کہ ہمارے بچوں کے کان میں کبھی پڑیں، یا ہم دنیا میں سر اٹھا کر کسی کو دکھا سکیں۔ میں بہت بے آرام ہوا جب میں نے دیکھا کہ مرزا صاحب نے اپنی ایک کتاب میں پے در پے ایک ہزار لعنتیں درج کی ہیں۔ اسی طرح ایک پہلے سے شادی شدہ عورت سے شادی پر اصرار کرنا اور لوگوں کے سامنے بار بار اس بارے میں اعلان مشتہر کرنا۔ یہ سب باتیں ہمارے ہاں جرم اور باعث عار سمجھی جاتی ہیں اور کوئی شخص اس طرح کی باتوں کو قابلِ قبول نہیں سمجھتا۔

اسی طرح بانی سلسلہ کی عبارات میں خود مذاہب کی تحقیر کا عنصر بھی شامل ہے۔ مثال کے طور پر عیسائیت اور اس کے عقائد کو ناپاک کہنا۔ جیسا کہ عبداللہ آتھم کے بارے میں کہا: ''وہ اپنے ناپاک نصرانی عقائد کے دفاع میں کتابیں لکھنے سے اچانک باز آ گیا حالانکہ یہ اس کا مشغلہ تھا''۔ اور یہ کہنا کہ: ''عیسائی مذہب جھوٹ بولنے میں دنیا میں پہلے نمبر پر ہے، پس یہ وہ لوگ ہیں جو الوہی کتابوں میں خیانت سے باز نہیں آئے انھوں نے سیکڑوں جھوٹی کتابیں گھڑ لیں''۔ یا دینِ مسیحی کے بارے میں یہ کہنا: ''یہ ایسا دین ہے جس سے انسان کو متلی آ جاتی ہے''۔

جہاں تک بانی سلسلہ کی غیبی پیش گوئیوں کا تعلق ہے، تو یہ بات بہر حال واضح ہے کہ وہ سچ ثابت نہیں ہوئیں، بلکہ ان کے بالکل برعکس معاملہ بھی پیش آتا رہا، اور جماعت کی جانب سے ان کے پورا نہ ہونے کی جو تاویلات گھڑی جاتی ہیں وہ افسوسناک حد تک غلط اور مغالطہ آمیز ہیں۔ بلکہ اہلِ جماعت کو تو کبھی ان پیشین گوئیوں سے متعلق جھوٹی عبارتیں بھی گھڑنی پڑیں، جیسا کہ ثناء اللہ امرتسری کے مرزا صاحب کے بعد بھی زندہ رہنے والے معاملے میں اہلِ جماعت کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نے اکتوبر 1907ء میں ایک اشتہار میں لکھا تھا کہ: ہم میں سے جھوٹا شخص سچے کی موت کے بعد زندہ

رہیگا، حالانکہ ہمیں اس عبارت کا کوئی نام ونشان مجموعۂ اشتہارات میں نظر نہیں آیا۔

میری خواہش اور چاہت یہ ہے کہ آپ کے اور جماعت کے ساتھ ہمارے تعلقات عمدگی کے ساتھ قائم رہیں، لیکن مجھے آپ کو یہ اطلاع دیتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ میں اب بانیٔ سلسلہ کو اپنے دعووں میں سچا نہیں مانتا، البتہ میرے اہلِ خانہ اپنا فیصلہ خود کرنے کے لیے آزاد ہیں۔ اگر وہ جماعت کے ساتھ اپنے تعلق کو برقرار رکھنا چاہیں تو میں ان کو نہیں روکوں گا، بلکہ مجھے تو جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے اگر آپ ایسے شخص کو اپنے درمیان برداشت کر سکتے ہیں جو بانیٔ سلسلہ کو مسیح ومہدی تسلیم نہ کرتا ہو، اور اس کا ارادہ ہو کہ اپنے ساتھیوں کی مدد کرے اور ان کو اس مشکل سے نجات دلائے، اگر ایسا نہیں تو آپ بے شک مجھے کام سے ہٹا دیں۔ اتنا ضرور ہے کہ ہمارے ذاتی تعلقات خوشگوار رہیں۔

میرے محترم! میں آپ کے بارے میں بہت نیک گمان رکھتا ہوں، میرا ماننا ہے کہ آپ ہی وہ واحد شخصیت ہیں جن کے پاس احمدیت کے اس مسئلے کا بنیادی حل موجود ہے، آپ چاہیں تو موجودہ احمدیوں اور ان کی اگلی نسل کو اس دلدل سے نکال سکتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رضا کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اور ایسا تب ہوگا جب آپ ایک طویل منصوبہ تشکیل دے کر کہ جماعت کا منشور تبدیل کر کے کوئی فلاحی تنظیم یا اسی طرز پر خیر پھیلانے اور امن وسلامتی کو یقینی بنانے کا کوئی نیا پروگرام پیش کریں۔ میں اس نئے پروگرام میں جب تک جماعت اس بحران سے نکل نہ آئے آپ کا بھرپور تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں، چاہے اس کام میں جتنا وقت لگ جائے۔

میں یہ جانتا ہوں کہ لوگوں کو یک دم اس جماعت کی حقیقت بتانا بہت مشکل ہے، بلکہ اس کے منفی اثرات شاید زیادہ ہوں، لیکن ان حقائق سے پردہ پوشی کر لینا زیادہ بڑا جرم ہوگا، اگر واقعی آپ اس مسئلہ کو جڑ سے اکھاڑنے میں کامیاب ہو گئے تو یقین جانیے تاریخ آپ کو ان سنہرے الفاظ میں یاد کرے گی جن میں پہلے کسی کو یاد نہیں کیا گیا ہوگا اور آپ کو اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں سے بہترین بدلہ ملے گا۔ میں آخری دم تک آپ کی مدد کے لیے تیار ہوں اگر آپ میری تجویز کو قابلِ عمل سمجھیں۔ اور اللہ ہی میرا مقصود ہے! فقط

خط میں نے ان کے سپرد کیا تو انھوں نے پوچھا کہ آپ نے اس میں کیا لکھا ہے؟ میں نے جواب دیا: آپ کے اس کو پڑھنے سے پہلے میرے لیے اس پر بات کرنا ممکن نہیں ہے، لیکن معاملہ بہت ہولناک ہے اور میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میری پوری زندگی اس طرح ایک کابوس میں بدل جائے گی۔ انہوں نے کہا: کیا بات ہے؟ کہیں تم جماعت کو چھوڑنا تو نہیں چاہتے؟ میں نے کہا: میری درخواست ہے کہ آپ کے اس خط کے مشمولات سے واقف ہونے تک ہم گفتگو کو مؤخر کر دیں۔ تو انہوں نے کہا: ٹھیک ہے مجھے ایک دو دن کا ٹائم دو، میں پڑھ لیتا ہوں اور پھر ہم دوبارہ ملاقات کریں گے۔ مگر تقریباً چالیس منٹ بعد میرا چوکیدار گھبرایا ہوا آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ حضور (یعنی مرزا مسرور) نے آپ کو ابھی اور اسی وقت طلب کیا ہے، چنانچہ میں دوبارہ حاضر ہوا، تو انھوں نے مجھ سے کہا: کہ آپ نے بانیٔ سلسلہ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ غیر منطقی اور ناقابلِ قبول ہے۔ مجھ سے گفتگو کے دوران ان کی باڈی لینگویج پژمردہ تھی حتیٰ کہ ان کے دونوں ہاتھ کانپ رہے تھے، وہ لرزتے ہوئے بات کر رہے تھے اور ان کی آواز ٹوٹ رہی تھی۔ انھوں نے کہا: میں نے آپ کا پورا خط

پڑھ لیا ہے اور میں آپ کو آپ کی ملازمت اور جماعت سے بالکلیہ اخراج کرنے پر مجبور ہوں۔

اس طرح انھوں نے موضوعِ زیرِ بحث پر گفتگو کے امکانات کا خاتمہ کر دیا بجائے اس کے کہ وہ میرے ساتھ بحث کرتے یا ایسی نا قابلِ انکار دلیلیں لے کر آتے جو ان کے عملی اور روحانی تجربات پر مشتمل ہوتیں، یا کوئی ایسا معجزہ دکھاتے جس طرح کے ان کی دعاؤں کی قبولیت کے قصے مشہور ہیں اور جو مجھے کبھی نظر نہیں آئے۔ جی ہاں بجائے اس کے کہ وہ بانی سلسلہ کی سچائی پر اپنے یقین کی مثال پیش کرتے انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کو آپ کی ملازمت اور جماعت سے بالکلیہ اخراج کرنے پر مجبور ہوں۔

اس مرحلے پر کچھ اور بھی اہم تفصیلات ہیں جو میں ان شاء اللہ بعد میں ذکر کروں گا۔ لیکن یہاں ایک بات کا تذکرہ ضروری ہے میں نے اس ملاقات کے آخر میں خلیفہ صاحب سے کہا کہ: آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟ انہوں نے کہا: غالباً میں بھی وہی کرتا جو تم نے کیا!

اسی لمحے کے بعد میرے ساتھ گالی گلوچ، کردار کشی کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا گیا جو ہر اس شخص کو ہزار دفعہ سوچنے پر مجبور کر دے جو احمدیت سے توبہ کرنے کا خیال بھی اپنے دل میں لانا چاہے، یا وہ کرے جو میں نے کیا، یا حقیقت پسندی سے احمدیت کا جائزہ لینے کی کوشش کرے اور آزادی کے ساتھ وہ سانس لینے کی کوشش کرے جو میں نے لیے۔ ان تفصیلات کے بارے میں عنقریب میں ان شاء اللہ بات کروں گا۔

آخر میں میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو حق و سچ قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، اور انھیں اپنے خاندان اپنے بچوں، اور عزیز و اقارب کو حق و سچ بتانے کی ہمت عطاء فرمائے، خواہ یہ سب بتدریج اور مرحلہ وار ہی کیوں نہ ہو۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ جھوٹ و منکرات نشر کرنے سے باز آ جائیں، بلکہ ان پر یہ لازم ہے کہ حقیقت کی تلاش اور سچ کو پڑھنے اور سمجھنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں، اور ہر بات کو باریک بینی اور مستند ذرائع سے جانچنا شروع کریں۔ اور جس بات کا جواب دیا جائے وہ با قاعدہ طریقے سے اور ماہرینِ فن کے ذریعے سے دیا جائے۔ خاص طور پر عربی زبان کی اہلیت اور استعداد کے حوالے سے بھی، جس میں مرزا صاحب کے ہلکے پن کے بارے میں سب لوگ جان چکے ہیں۔

میرا دل سب احمدیوں کے لیے کھلا رہے گا، اس امید کے ساتھ کہ وہ میرا بائیکاٹ کرنے کے جماعتی فیصلے کی پابندی نہیں کریں گے، نہ کسی دوسرے غیر اخلاقی حکم کی بجا آوری کریں، نہ جھوٹے پروپیگنڈے پر کان دھریں گے، اور نہ دونوں طرف کی بات سنے بغیر اپنی طرف سے فیصلہ صادر کریں گے۔ اس لیے کہ دشمنی اور نفرت سے صرف سازشی فطرت کے لوگوں کی ہی خوشی ہوتی ہے کیونکہ ان کی گزر بسر کا مدار اسی پر ہوتا ہے۔

اپنے رب کی رحمت و مغفرت کا محتاج

عکرمہ نجمی

۱۲ جولائی ۲۰۱۸ء

مجھے معاف کرنا! میں ۳۰ سال تک تمہارے ساتھ ظلم کرتا رہا

تحریر: عکرمہ نجمی ترجمہ: صبیح ہمدانی

میرے عزیز خالہ زاد بھائی، حسن عودہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھ پر لازم ہے کہ میں آپ کے ساتھ کی گئی اپنی غلطی پر معذرت پیش کروں، جب میں بنا سوچے سمجھے بدکلامی، کردارکشی اور نفرت انگیزی کے ساتھ بائیکاٹ کا حصہ بنا۔

جب آپ کے جماعت سے خارج ہوجانے کی خبر مجھ تک پہنچی تو میں اس وقت سترہ سال کا تھا۔ اور جب ہر طرف سے آپ پر سب وشتم کی بارش ہوئی، ہر کسی کو آپ کے بائیکاٹ پر مجبور کیا گیا اور آپ کے والد پر بھی دباؤ ڈالا گیا کہ وہ آپ سے براءت کا اعلان کریں تو میرے پاس سوائے اس سُر میں سُر ملانے اور اس شور وشغب میں اپنی آواز شامل کرنے اور حقیقت کا سامنا کرنے سے کترانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا لہٰذا میں معذرت چاہتا ہوں۔

ہاں! میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں آپ پر ملامت کے تیر برسانے، لعن طعن کرنے اور بدترین القاب کے ساتھ آپ کو یاد کرنے میں شامل رہا اور سب نے آپ سے براءت کے اظہار پر مجھے بھڑکایا یہاں تک کہ میں نے آپ کو بدبخت کے لقب سے ملقب کیا جیسا کہ اور لوگوں نے کیا اور یہ سب (مرزائیوں کے) خلیفۂ رابع (مرزا طاہر احمد) کی ایماء پر ہوا، یہ تو گویا یوں ہوا کہ ہر وہ شخص جو پہلے سے شادی شدہ محمدی بیگم کو مرزا کی منکوحہ ماننے میں کوئی عار سمجھے اور اس نکاح کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہ کرے تو وہ بدبخت ٹھہرا۔

میں معذرت خواہ ہوں کہ میں نے کبابیر (فلسطین) والوں کا اس رسالے کے حوالے سے بائیکاٹ پر ساتھ دیا جسے آپ نکالتے تھے اور ان (مرزائیوں) کی خیر خواہی اور نجات کی لاحاصل کوشش کرتے تھے۔

احمدیوں (مرزائیوں) کا وتیرہ یہی رہا ہے کہ اس رسالے کو ان لوگوں سے لیکر اکٹھا کریں جن تک وہ پہنچ چکا ہے اور اس میں چھپنے والے آپ کے مضامین کو علاقے والوں سے نظریں بچا کر ضائع کردیں اور حیلے بہانوں سے کام لیں تاکہ ''فتنہ'' دفع ہو۔

میں آپ سے تہہ دل سے معذرت خواہ ہوں کہ میں نے آپ کے بھائی ابومحمود کے ساتھ اس وقت انصاف نہیں

کیا جب اس نے کبابیر کی مسجد میں جمعے کی نماز کے بعد پوری بہادری سے مجمعے کے سامنے کھڑے ہوکر مردانگی اور ثابت قدمی کے ساتھ احمدیت (مرزائیت) سے خروج کا اعلان کیا، میں نے ان کی شجاعت کا تب اندازہ نہیں کیا۔ باوجویکہ وہ جانتا تھا کہ اس اعلان کی بناپر اُس پر ایسے بائیکاٹ کو مسلط کر دیا جائے گا جس کی بنیاد احمدیوں (قادیانیوں) کے خلیفہ کے ظلم اور تاریکی پر مبنی آمرانہ احکام ہیں۔

لوگو! ربِ کعبہ کی قسم! میں اپنے خالہ زاد بھائی حسن عودہ سے ملا، اس کو اپنے سے چمٹایا اسے بوسہ دیا، اس سے بات چیت کی اور اس سے معافی مانگی، اور اسے میں نے کامیاب، پرلطف، بااخلاق، دیندار، اور اپنی سوچ وفکر اور کلام میں کھرا پایا اور اب تو ہم دونوں روح وکلام اور دکھ درد میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوگئے۔ کیسے نہ ہوتے؟ ہم دونوں ہی معنوی اور اجتماعی نسل کشی کی بھینٹ چڑھے، ایسی قربانی جس سے جماعت کو چھوڑنے والے ہر فرد کو گزرنا پڑتا ہے۔

مرزائی خلیفوں نے تو کبابیر میں ہمارے خاندان کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا ہے، اب وقت آن پہنچا ہے کہ ہمارا خاندان ایک ایسا نیا صفحہ کھولے جو سارا کا سارا عفو ودرگزر پر مشتمل ہو۔ اس امید پر کہ ہمارے خاندان والے اس شخص کا بائیکاٹ نہ کریں جس نے مرزا کی لعن طعن، گالم گلوچ اور خرافات کو نہیں مانا، اور ہم یہ بھی امید کرتے ہیں کہ تمام لوگوں کو بنا کسی دباؤ اور حاکمی کے اُس اظہار رائے کا حق دیا جائے گا جس کا وہ اظہار کرنا چاہتے ہیں، اس بات کے کہنے کا حق جسے وہ کہنا چاہتے ہیں، اس بحث ومباحثے کا حق جو وہ کرنا چاہتے ہیں اور جس پر ایمان لانا ان کا حق ہے اس کے اظہار کا حق ان کو دیا جائے گا۔

کبابیر والوں کے لیے اب وقت آن پہنچا کہ وہ لوگ امت مسلمہ کی آغوش کی طرف لوٹ آئیں، ان کے معاملات اور غموں میں شریک ہوں اور قول وفعل کے ذریعے ان کی مشکلات حل کرنے میں ان سے تعاون کریں۔ اب ہمیں چاہئے کہ ہم سب محبتوں کے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر کھڑے ہوجائیں اور خیر اور حق کے داعی بن جائیں۔

not found.

قارئین کے خطوط

مولانا سلیم اللہ چوہان سندھی

بخدمت جناب سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم مدیر مسئول ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

ماشاءاللہ آپ کا رسالہ ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان ایک تحقیقی، نظریاتی، معلوماتی رسالہ ہے جو دشمنانِ دین اور فرق باطلہ کے خلاف سیسہ پلائی دیوار کا کردار ادا کر رہا ہے۔ الحمدللہ ہر ماہ پابندی سے پڑھنے کو ملتا رہتا ہے۔ اس کے مشمولات بہترین، موضوعات دلچسپ اور پیشکش جاذبِ نظر ہوتی ہے۔ دل کی بات کے عنوان سے جناب سید محمد کفیل بخاری کے خوبصورت اداریے باصرہ نواز ہوتے ہیں جن میں حالات حاضرہ پر عمدہ ادبی اسلوب میں سیر حاصل بحث کی جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ اداریے رسالے کی جان ہوتے ہیں۔ دین و دانش کے موضوعات کے تحت جن مضامین کا انتخاب ہوتا ہے ان کی علمیت اور فکری بلندی بذات خود قابلِ رشک ہے۔ ادب کے تحت اسلامی واصلاحی، نظریاتی وادبی شہپارے نظم ونثر کی صورت میں عمدہ ادبی تخلیقات شاملِ اشاعت ہوتی ہیں۔ مطالعۂ قادیانیت رسالے کا مستقل شعبہ ہے جس کے تحت قادیانی مذہب پر مستند علمی مطالعات شائع ہوتے ہیں جو اس موضوع کے ماہرین کی تحقیقات کا نچوڑ ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ نقیب ختم نبوت کے باقاعدہ قارئین کو ردّ قادیانیت کے لیے علیحدہ سے کسی تیاری کی ضرورت نہیں رہتی۔ نقد ونظر کے عنوان سے شامل ہونے والے مضامین عام طور پر دین کے نام پر رونما ہونے والے کسی نئے فکری سانحے کا سدّ باب کرنے کے لیے شائع کیے جاتے ہیں۔ البتہ اس رسالے میں میرے پسندیدہ حصوں میں سے ایک حسن انتقاد کا حصہ ہے جس میں جدید شائع شدہ کتب پر سیر حاصل تبصرہ بھی شامل ہوتا ہے۔ یہ تبصرہ مختلف حضرات کی طرف سے ہوتا ہے، مگر سبھی تبصرہ نگاروں کی دقّت مطالعہ اور کتابوں کی قدر و قیمت جانچنے کی صلاحیت بہت متأثّر کن ہے۔ ان حضرات مبصّرین میں مدیرِ مسئول حضرت سید محمد کفیل شاہ بخاری دامت برکاتہم، صبیح ہمدانی، مولوی اخلاق احمد اور محمد نعمان سنجرانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ رسالے کے آخر میں مجلس احرار اسلام کے ناظم دعوت وتبلیغ جناب ڈاکٹر محمد آصف دعوتِ حق کے عنوان سے گم گشتہ از راہِ حق احمدی دوستوں کے نام ایک کھلا خط تحریر کرتے ہیں جس میں ''متلاشیان حق کو دعوت فکر وعمل'' دیتے ہوئے انتہائی خوبصورت اور دل پذیر انداز میں مرزائی مذہب کے بطلان کو واضح کیا جاتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ رسالہ ۶۴ صفحات پر رنگین آرٹ ٹائٹل کے ساتھ ظاہری و باطنی خوبیوں سے مزین ہر ماہ پابندی سے شائع ہوتا رہتا ہے اور ہمیں گھر بیٹھے دینی اسلامی، اصلاحی و تاریخی معلومات فراہم کرتا رہتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس رسالے کو دن دگنی، رات چگنی ترقی و برتری عطا فرمائے آمین۔ اور ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان کی تمام ٹیم بالخصوص حضرت سید محمد کفیل شاہ بخاری دامت برکاتہم، اور ان کے رفقاءِ فکر جناب عبداللطیف خالد چیمہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید عطاء المنان بخاری اور مولوی نعمان سنجرانی صاحبان کی مساعی کو قبول فرمائے اور مزید دین کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

والسلام

ابو محمد چوہان سلیم اللہ سندھی

ڈائریکٹر مولانا عبیداللہ سندھی اکیڈمی

خادم مدرسہ عربیہ دارالتعلیم حمادیہ گلشن حضرت سندھی راجو گوٹھ تحصیل لکھی غلام شاہ ضلع شکار پور

۸ شوال المکرّم ۱۴۳۹ ہجری ۲۰۱۸/۶/۲۴ء

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام: لبیک اللھم (سفرنامۂ عمرہ)　　تحریر: آمنہ عبدالشکور　　ضخامت: ۱۲۴ صفحات　　مبصر: نعمان سنجرانی

قیمت: ۵۰۰ روپے　　ملنے کا پتہ: محمد ہیلتھ کیئر جی ٹی روڈ، سنانواں تحصیل کوٹ ادّو، ضلع مظفر گڑھ

دیارِ حرمین کی سرزمین کو دیکھنا اور اس مبارک ہوا میں سانس لینا ہر مسلمان کی سب سے بڑی خواہشوں میں سے ہے۔ اس مبارک سرزمین کے احوال و آثار کو جاننا اور ان سے محبت کرنا ہمارے لیے شناخت اور پہچان کا مسئلہ اور ہماری جذباتی و ایمانی ضرورت ہے۔ اسی خاطر حج و عمرہ کے مبارک سفر سے واپس آنے والوں سے ان کے احوالِ سفر دریافت کرنے والوں کا ایک ہجوم آج بھی مشتاقانہ بے چینی کے ساتھ ان کا منتظر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے تحریری کارناموں کی تاریخ میں سفرِ حج و عمرہ کی روداد لکھنے کی ایک مضبوط روایت مستحکم طور پر پائی جاتی ہے۔

زیرِ نظر کتاب بھی عمرے کے ایک سفر کا سفر نامہ ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے جناب ڈاکٹر عبدالشکور کی کم سِن بیٹی آمنہ عبدالشکور نے سپردِ قلم کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے خود بھی دیارِ حرمین کے اسفار کی روداد لکھ رکھی ہے اور رسالے کے ان صفحات میں اس پر تبصرہ بھی کیا جا چکا ہے۔ اب ان کی قابلِ تعریف بیٹی نے انھی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے عمرے کے اس سفر کے احوال و واقعات کو زیبِ قرطاس کیا ہے۔ اس تحریر میں معصومانہ تاثرات اور بے ساختہ فطری اظہار کے ساتھ خوب صورت ایمانی احوال و جذبات بھی موجود ہیں۔ اگرچہ تحریر سے مصنفہ کی کم سنی اور غیر تجربہ کاری کا اظہار بھی ہوتا ہے مگر دیکھا جائے تو یہی ابتکار اور غیر پختہ کاری ایک طرح سے تحریر کا فطری حسن اور خوبی بھی ہے۔ عزیزہ مصنفہ اس کامیابی پر شاباش اور ان کے والدین مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالی ان کی کوششوں کو قبول فرمائیں اور عزیزہ کو صحابیاتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتاب عمدہ آرٹ پیپر پر شائع کی گئی ہے، پروف خوانی اور طباعت کا معیار بھی قابلِ داد ہے۔

نام: ماہنامہ ”المدینہ“ خصوصی اشاعت: خدمت خلق اور کفالتِ عامہ تعلیمات نبوی کی روشنی میں

مدیرِ اعلیٰ: قاری حامد محمود　　ضخامت: ۲۷۲ صفحات　　قیمت: ۳۰۰ روپے

ناشر: ماہنامہ ”المدینہ“، صائمہ ٹاورز، روم نمبر: A-205، سیکنڈ فلور، آئی آئی چندریگر روڈ۔ کراچی

محسن انسانیت خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لے کر اس دنیا میں مبعوث ہوئے وہ انسانی

بہبود کے کسی آدھے ادھورے تصور یا نظریے پر مشتمل نہیں تھا بلکہ نوع انسانی کی کلّی فلاح و کامرانی کی ضمانت جناب سرورِ کائنات کی اس دعوت میں تھی۔

سہ ماہی ''المدینہ'' کی مجلس ادارت کا فیصلہ ہے کہ وہ اپنے تقریباً ہر شمارے کو حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت کے مختلف پہلوؤں کے تذکرے سے منور کریں گے۔ زیرِ تبصرہ اشاعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و تعلیمات میں خدمت خلق اور کفالتِ عامہ کے زاویے سے لکھے گئے مضامین پر مشتمل ہے۔

پہلا مضمون زکوٰۃ کی اہمیت کے حوالے سے معروف سیرت نگار ڈاکٹر حافظ محمد ثانی کا تحریر کردہ ہے۔ اس شمارے میں ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن، ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی اور ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس جیسے مؤقر و محترم سیرت نگار حضرات کے سنجیدہ اور تحقیقی مقالے شاملِ اشاعت کیے گئے ہیں۔

البتہ ایک بات ضرور قابلِ غور اور قابلِ ذکر ہے کہ اسلام کی کلّی اور عمومی دعوت کا نقطۂ آغاز عبادت و عبودیت الٰہی اور اجتناب از طاغوت سے ہوتا ہے اور اسلام نے جو کوئی فلاحی اور بہبودی تصورات پیش کیے ہیں وہ اسی نقطے کے ماتحت اور ذیل میں آتے ہیں۔ اسلامی دعوت کی اس اساس کا انکار یا اس سے تغافل برت کر کے اسلام کے نام پر بھی اگر کوئی فلاحی اور بہبودی تصور پیش کیے جائیں گے ان کا تعلق اسلام سے ہرگز نہیں ہوگا۔ سرسید اور حالی کے زمانے سے ہمارے ہاں بطورِ خاص یہ چلن شروع ہوا ہے کہ اسلام کو ایک محض فلاحی بہبودی مذہب بنا کر دکھایا جائے اور اس سعیِ لاحاصل میں زمین آسمان کے قلابے ملائے جائیں اور بے بات کی باتیں کی جائیں۔ (یہ کوششیں لاحاصل اس لیے ہیں کہ اللہ کا بھیجا ہوا اور محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین تو طے شدہ اور مکمل ہو چکا ہے۔ جیسا ہے جتنا ہے اتنا ہی رہے گا، کسی کے بتانے سے یا تعبیر کرنے سے بدل تو سکتا نہیں)۔ ہوسکتا ہے کہ ان کوششوں کے بنیاد کاروں کے پیش نظر یہ مقصد ہو کہ اس طرح اسلام کو غیر مسلموں کے لیے قابلِ قبول بنایا جائے، مگر ساتھ میں یہ بھی تو ہوا کہ اسلام کے پیغام کی حد بندی ہوئی اور جو دین اللہ نے جس طرح نازل کیا تھا بہر حال اس کی تصویر مسخ کی گئی۔

اسلامی مدرٹریسائی کے اس زمانے میں جب بھی نیک دلی سے کی جانے والی اس طرح کی کوئی کوشش نظر آتی خاص طور پر اس وقت حسن عسکری کا ایک جملہ یاد آتا ہے۔ نعت کے تصوّرِ انسان پر گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے کہیں لکھا تھا کہ مولانا الطاف حسین حالؔی کے نزدیک نعتِ رسولِ خدا میں قابلِ ذکر صرف یہ ٹھہرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں بے کسوں اور بیواؤں کی خبر گیری کرتے تھے اور اپنی قوم کی معاشرت بہتر بنانا چاہتے تھے، مگر یہ سب کام تو خود مولانا حالؔی بھی کر ہی لیتے ہیں۔ ذاتِ رسالت مآب کی خصوصیت کیا ہوئی؟

رسالے میں اشاعت اور طباعت کا معیار روز بروز بہتری کی طرف گامزن ہے۔ اس بار پروف کی اغلاط نسبتاً کم ہیں اور متن کی حد تک ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ البتہ حواشی اور حوالہ جات میں پروف خوانی کے حوالے سے بہت بہتری کی گنجائش ہے۔ سرورق بھی مناسب ہے اگرچہ کسی قدر مزید سنجیدگی ظاہر کی جاسکتی تھی۔

☆......☆......☆

مسافرانِ آخرت

ادارہ

☆ **چیچہ وطنی:** جماعت کے قدیم معاون محمد یٰسین جٹ چک نمبر 170-9 ایل کی والدہ ماجدہ 28 اپریل کو انتقال کر گئیں ☆ **چیچہ وطنی:** دارالعلوم ختم نبوت کے معاون اور ہمارے دوست نصیر احمد رحمانی (پریس رپورٹر) کی والدہ ماجدہ 14/جولائی ہفتہ کو انتقال فرما گئیں ☆ **چیچہ وطنی:** ضلع کونسل ساہیوال کے چیئرمین اور ہمارے معاون چودھری زاہد اقبال کے بڑے بھائی چودھری طاہر عبداللہ (ساہیوال) 25/جولائی بدھ کو انتقال کر گئے ☆ **چیچہ وطنی:** نصیر احمد (رحمٰن سٹی) کے تایا جان عبدالعزیز (اوکانوالہ روڈ) 25/جولائی بدھ کو انتقال کر گئے، نماز جنازہ جامع مسجد میں ادا کی گئی جو مفتی قاضی ذیشان آفتاب نے پڑھائی، عبداللطیف خالد چیمہ اور احبابِ جماعت نے شرکت کی ☆ **چیچہ وطنی (چک نمبر 108/121):** شاعر و ادیب اور ہمارے دیرینہ معاون جناب اکرام الحق سرشار کی بڑی ہمشیرہ اور مرزا حبیب بیگ کی اہلیہ محترم گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں ☆ **بورے والا (چک نمبر 255):** مجلس احرار اسلام کے معاون محمد طاہر کی والدہ اور محمد نعیم کی خالہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں ☆ **ٹوبہ ٹیک سنگھ:** مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے بانی رکن نذر حسین ڈوگر مرحوم کی اہلیہ 4۔جون بدھ کو انتقال کر گئیں ☆ **سیالکوٹ:** مجلس احرار اسلام کے کارکن طلعت محمود بٹ صاحب کے جواں سال بیٹے کا انتقال: 2/جولائی 2018ء ☆ **ملتان:** مجلس احرار اسلام کے قدیم کارکن شیخ حسین اختر لدھیانوی کے بیٹے محمود اختر 26/جون کو انتقال کر گئے ☆ **ملتان:** مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن معاویہ خادم کے بہنوئی 15/جولائی کو انتقال کر گئے ☆ **ملتان:** جے یو آئی ملتان کے امیر شیخ محمد عمر کی ہمشیرہ اور شیخ سرور کی اہلیہ 9/جولائی کو انتقال کر گئیں ☆ **ملتان:** مجلس احرار اسلام ملتان یونٹ قاسم بیلا کے قدیم احرار کارکن جناب عمر دین صاحب کی اہلیہ محترمہ اور احرار کارکن مبشر احمد کی والدہ 20/جولائی کو انتقال کر گئیں۔ نماز جنازہ سید عطاء المنان بخاری نے پڑھائی جبکہ مجلس احرار ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل سمیت احرار کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی ☆ **ملتان:** حاجی محمد ثقلین کھیڑا مرحوم کی والدہ 21/جولائی 2018ء کو انتقال کر گئیں۔ ☆ **چناب نگر:** مولانا محمود الحسن کے چچا احمد علی صاحب کا انتقال: 16/جولائی ☆ ڈاکٹر عتبان محمد چوہان کی پھوپھی اور جناب حسان صاحب کی والدہ انتقال کر گئیں ☆ مولانا عبدالقادر ڈیروی رحمہ اللہ 5/جولائی کو انتقال کر گئے ☆ **چنیوٹ:** ہمارے مہربان معاویہ حیدر کے دادا حاجی محمد اقبال 5/جولائی کو انتقال کر گئے ☆ **گوجرانوالہ:** مجلس احرار اسلام کے کارکن قاری اعجاز احمد کے والد محترم مولوی سجاد احمد مرحوم انتقال کر گئے ☆ **ڈیرہ غازی خان:** مولوی عبدالستار صاحب (ملتان کینٹ) کے والد حاجی محمد عثمان مرحوم 15/جولائی کو شاہ صدر دین، ڈیرہ غازی خان میں انتقال کر گئے۔ مرحوم انتہائی صالح بزرگ تھے اور حضرت مولانا علی مرتضی شاہ صاحب گدائی شریف کے خلیفہ تھے۔ جنازہ میں علماء، صلحاء و طلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی ☆ **جھنگ:** مجلس احرار اسلام جھنگ کے صدر محمد افضل کے چچا گزشتہ ماہ انتقال کر گئے ☆ مولانا عزیز الرحمٰن خورشید مدظلہ اور مولانا سعید الرحمٰن علوی مرحوم کے بہنوئی صوفی گلزار حسین 17/جولائی کو انتقال کر گئے ☆ مولانا عزیز الرحمٰن خورشید اور مولانا سعید الرحمٰن علوی مرحوم اور حافظ عبدالرحمٰن علوی کی خالہ زاد بہن یکم رمضان 17/مئی کو انتقال کر گئیں ☆ **جتوئی (مظفر گڑھ):** حافظ محمد رمضان صاحب، مجلس احرار جتوئی شہر کے نائب امیر، انتقال: 22/جولائی ☆ **ملتان:** ڈاکٹر عتبان محمد چوہان کی پھوپھی صاحبہ جناب محمد حسان کی والدہ انتقال: 30/جون ☆ **چکڑالہ:** احرار کارکن مطیع الرحمٰن کے والد امیر عبداللہ، انتقال: 4/جون ☆ حافظ محمد عماد کے ہم زلف انتقال: 30/جون ☆ **ملتان:** ہمارے کرم فرما رفیع الدین قاضی کی خالہ انتقال: 28/جولائی 2018ء۔

اللہ تعالیٰ سب مرحومین کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ آمین